امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۴؍جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۸؍دسمبر ۲۰۲۳ء روز سوموار | شمارہ نمبر:48

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- ہندوستانی مسلمانوں کے سماجی مسائل
- سیرت نبوی اور عالمی امن
- نیتن یاہو سوالات کے گھیرے میں
- جنگ آزادی میں مسلم کردار
- ہندوستان میں مسلم حکمرانوں......
- اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، طب وصحت

بین السطور

ریاکاری-آخرت میں اجر سے محرومی

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اللہ کے نزدیک اعمال وعبادات وہی معتبر ہیں جو خالص رضاء الٰہی کے لئے انجام دیے گئے ہوں، اس کا مطلب ہے کہ اعمال پر نیتوں کے اثرات پڑتے ہیں، جو اللہ کے لیے ہجرت کرتا ہے اس کی ہجرت مقبول اور جو کسی دوسری غرض مثلاً ''شادی، بیاہ وغیرہ'' کی وجہ سے نقل مکانی کرتا ہے تو اس کے ساتھ غرض کے اعتبار سے ہی معاملہ کیا جائے گا، مشہور حدیث ہے کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے، ریاکاری میں عبادت اللہ کی رضاء کے لئے نہیں، بلکہ نمود ونمائش کے لئے ہوتی ہے، جو شریعت میں حرام اور شرک خفی کے قبیل سے ہے، شیخ سعدی نے ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک شخص کی دعوت بادشاہ کے دربار میں ہوئی، وہاں سے لوٹنے کے بعد گھر آکر اس نے کھانا طلب کیا، اہل خانہ کو تعجب ہوا کہ ابھی تو آپ بادشاہ کی دعوت اُڑا کر آئے ہیں اور ابھی کھانا مانگ رہے ہیں، بیٹے نے صورت حال دریافت کی تو بتایا کہ وہاں میں نے کھانا تھوڑا کھایا اور عبادتیں زیادہ کیں، تاکہ بادشاہ متاثر ہوجائے، بیٹے نے برمحل، صحیح اور نیک مشورہ دیا کہ ابا جان! پھر تو آپ کو کھانے کے ساتھ نمازیں بھی لوٹانی چاہئے، مطلب یہ ہے کہ جس طرح وہاں کے کھانے سے دکھاوے کی وجہ سے بھوک نہیں مٹی، ویسے ہی دکھاوے کی وجہ سے نماز بھی نہیں ہوئی۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ان نمازیوں کے لئے جو دکھلاوے کے لیے نماز پڑھتے ہیں ''ویل'' کا ذکر کیا ہے (سورۃ الماعون) جس کے معنی کم از کم بڑی خرابی کے آتے ہیں، بعضوں نے ''ویل'' کو جہنم کا بدترین درجہ بھی قرار دیا ہے، ایک دوسری آیت میں فرمایا: ''جب وہ لوگ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو دکھلاتے ہیں، اللہ کا ذکر مختصر کرتے ہیں'' (سورۃ النساء:۱۴۲) ایک جگہ فرمایا: اپنی خیرات کو اس شخص کی طرح برباد نہ کرو جو محض لوگوں کو دکھانے کی غرض سے خرچ کرتا ہے، دوسری طرف اللہ رب العزت نے ان لوگوں کے بارے میں جو اپنے رب سے ملنے کی توقع رکھتے ہیں، انہیں نیک کام کرنے اور اللہ کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ کی بندگی میں کسی کو شریک کرنا یہ شرک خفی ہے، مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ جب قیامت کے دن جزا وسزا کے لئے دربار الٰہی لگا ہوگا تو اللہ ریاکاروں سے کہیں گے کہ تم انہیں کے پاس جاؤ، جن کو دکھانے کے لیے تم نے یہ اعمال کیے تھے، مسند احمد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ریاکاروں کے لئے ایک دوسری حدیث بھی مذکور ہے کہ اللہ رب العزت کے یہاں قیامت کے دن جب تمام اولین وآخرین جمع ہوں گے تو ایک منادی آواز لگائے گا کہ جس نے کسی عمل میں دوسروں کو شریک کیا ہو وہ اپنا بدلہ ان سے ہی لے۔

حدیث میں شرک خفی کی یہی تعریف کی گئی ہے کہ کوئی آدمی عمل کرے اور کسی آدمی کے وہاں ہونے کی وجہ سے کرے، تاکہ وہ آدمی اس کے عمل کو دیکھ لے، مسند احمد، بیہقی، حاکم اور طبرانی میں تفصیل سے یہ بات موجود ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا ہے کہ جس نے دکھاوے کے لئے نماز، روزہ اور صدقہ خیرات کیا تو اس نے شرک کیا، اسی طرح نماز کو بنا سنوار کر اس لیے پڑھنا کہ لوگ اسے دیکھ رہے ہیں، شرک ہے۔

ریاکار چوں کہ اللہ اور بندے دونوں کو دھوکہ دیتا ہے، اس لیے اللہ رب العزت نے اس پر جنت حرام کی ہے، پہلے کو ریاکار جنت کے باغات ومحلات اور اس کی عنایتوں، نعمتوں کو دکھایا جائے گا، پھر اسے جہنم میں داخل کیا جائے گا، طبرانی اور بیہقی میں اس موقع سے اللہ جو کچھ انہیں کہے گا اس کی بھی تفصیل سے موجود ہے، اللہ فرمائیں گے:

''تم لوگوں کے دکھلاوے کے لیے اعمال کرتے تھے، تمہارے دل خلوص سے خالی ہوتے تھے، تم لوگوں سے ڈرتے تھے، مجھ سے نہیں ڈرتے تھے، لوگوں کی وجہ سے بُرے کاموں سے بچتے تھے، میری وجہ سے نہیں بچتے تھے، پس آج میں تم لوگوں کو عذاب چکھاؤں گا''

حضرت عمرؓ کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ انہوں نے نماز میں ایک شخص کو گردن جھکائے دیکھا تو فرمایا: خشوع گردنوں میں نہیں، خشوع تو دل میں ہے، اسی طرح ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ ایک شخص کو مسجد میں روتے ہوئے پایا تو فرمایا کہ زاری کرنے والوں کی ایک تعداد ریاکاری میں مبتلا ہوتی ہے، ایک بڑے عالم سے جب انہیں دعا کرانے کے لئے کہا گیا تو فرمایا: دعا تو میں کرا سکتا ہوں، لیکن ''فنی دعا'' مجھے نہیں آتی، یہ ''فنی دعا'' وہی ہے جو ریاکاری تک پہونچاتی ہے۔

ریاکاری کی بدترین قسم جو ہمارے درمیان رائج ہے، وہ یہ کہ خود تو عمل نہیں کرتا، دوسروں کے عمل کو اپنے نام سے پیش کر کے لوگوں سے واہ واہی لوٹتا ہے، قرآن کریم میں ایسے ریاکاروں کا تذکرہ بھی موجود ہے کہ وہ جو لوگ ایسے کام پر تعریف چاہتے ہیں جو انہوں نے کیے ہی نہیں، اللہ رب العزت انہیں عذاب کا مژدہ سناتا ہے، ارشاد فرمایا: ''ہرگز ان لوگوں کے بارے میں گمان نہ کرو جو اپنے اعمال پر تو خوش ہوتے ہی ہیں، اس بات کو بھی پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف ان کاموں کے لئے بھی کی جائے جو واقعتاً انہوں نے کیے ہی نہیں، ایسے لوگوں کو عذاب سے دور نہ سمجھو، ان کے لئے دردناک عذاب ہے'' (سورۂ آل عمران:۱۸۸) دوسروں کے مضامین، تصانیف، ملی اور سماجی کاموں کو اپنا بنا کر اس طرح پیش کرنا جیسے وہ ان کی محنت سے وجود پذیر ہوئے اور لوگوں سے تعریفیں کروانا ریاکاری کی وہ قسم ہے جس کے لیے ''بمفازۃ من العذاب'' کا اعلان اللہ رب العزت نے کیا ہے۔ ایسے لوگوں کو دنیا میں ہوسکتا ہے تعریف وتوصیف ملے اور ظاہری عز ومنصب میں اضافہ ہوجائے، لیکن بالآخر جب لوگ اس کی تہ تک پہونچتے ہیں تو عزت وشہرت کا پرندہ پر کٹے کی طرح زمین پر آکر گرتا ہے اور جہاں تک آخرت کا سوال ہے، ذلت ورسوائی اور جنت سے محرومی یقینی ہے، کیوں کہ اللہ کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہوتی اور نہ ہی اللہ کا طریقہ بدلتا ہے۔

ریا کبھی ایمانیات میں ہوتا ہے اور کبھی عبادات میں، ایمانیات میں ریا کا مطلب دکھاوے کا ایمان ہے، قرآن کریم میں اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا کہ جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی تمہاری طرح ایمان لائے اور جب کافروں (شیطانوں) سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، یہ ریاکاری منافقت کے قبیل کی ہے اور ایسے لوگوں کو وہی سزا ملے گی جو منافقوں کے لئے متعین ہے، وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں رکھے جائیں گے، اسی طرح عبادات میں ریا یہ ہے کہ جب لوگوں کے ساتھ ہو تو عبادت واذکار کا اہتمام کرے تاکہ لوگ اسے نمازی، متقی، عبادت گذار اور صائم سمجھے اور تنہائی میں ہو تو نمازیں چھوٹ رہی ہوں، اذکار کا خیال نہ آتا ہو، اسی طرح نوافل کا اہتمام مجمع میں کرے اور گھر میں نوافل ترک کردے یا پڑھے بھی تو ثواب کی نیت سے نہ پڑھے، عبادتوں میں ریا خشوع خضوع اور ارکان کو لوگوں کے دکھاوے کے لیے طویل طویل کرنا بھی ہے، ایسی عبادتیں قیامت کے دن منہ پر ماردی جائیں گی، حدیث میں ہے کہ جو شخص نماز کو لوگوں کو دکھانے کے لیے اچھی طرح پڑھے اور تنہائی میں نماز اچھی طرح نہ پڑھے تو یہ اللہ رب العزت کی توہین ہے، حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ لوگوں کی وجہ سے عمل چھوڑنا ریا ہے اور لوگوں کی وجہ سے عمل کرنا شرک خفی ہے، حضرت علیؓ نے ریاکاروں کی تین علامتیں بتائی ہیں: تنہائی میں سست اور لوگوں کے درمیان ہو تو عبادت گذاروں میں چست دکھائی دے، جب لوگ اس کی تعریف کریں تو عمل میں زیادتی کردے اور شکایت ہونے لگے تو عمل میں کوتاہی کرنے لگے۔

اسی طرح اگر کسی کے دل میں اوراد واذکار، سنن ونوافل کی کثرت کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہو کہ لوگ اسے سلام کریں، اعزاز واکرام، تعریف وتوصیف کریں، ضرورتوں کی تکمیل کے لئے آگے آئیں، معاملات میں اس کے بزرگ ہونے کا خیال رکھیں، اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوجائیں تو ایسی عبادت بھی ریا کے زمرے میں شامل ہوگی۔

ریا کے دور کرنے کے لیے ہر کام اللہ کی رضا وخوشنودی کے لیے کرنا شرط ہے، کیوں کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے اللہ کی عبادت کو اللہ ہی کے لیے خالص رکھیں'' (البینۃ:۵) اخلاص عبادتوں کی روح ہے، اخلاص کے ساتھ کام کرنے والے کو مخلص کہتے ہیں، بعض اہل علم نے مخلص کی تعریف یہ بتائی ہے کہ جو اپنی نیکیوں اور اچھائیوں کو اسی طرح چھپائے جیسے اپنے عیوب، گناہ اور برائیوں کو چھپاتا ہے اور اس کی انتہا یہ ہے کہ کسی بھی کام پر لوگوں کی تعریف سے خودپسندی اور عجب ذہن ودماغ میں نہ پیدا ہو، پھر اس پر ثبات واستقامت کے لیے دعا بھی کرتے رہنا چاہیے کہ ساری توفیق اللہ ہی کی جانب سے ملا کرتی ہے۔

اچھی باتیں

''تین لوگ ہمیشہ پریشان رہتے ہیں: مددگار، وفادار اور دل کے صاف، باقی چاپلوس اور خوشامد کرنے والے تو وہ ہر کہیں اپنی جگہ بنا کر فٹ ہوجاتے ہیں، ☆ زندگی میں قسم، قلم اور قدم ہمیشہ سوچ سمجھ کر اٹھانا چاہیے، ☆ دنیا وہ کتاب ہے جو کبھی نہیں پڑھی جا سکتی اور زمانہ وہ استاد ہے جو سب کچھ سکھا دیتا ہے، ☆ دنیا کی سب سے بھاری چیز آدمی کی خالی جیب ہوتی ہے، جس کے ساتھ چلنا نہایت مشکل کام ہوتا ہے، ☆ اس دنیا میں سب کچھ کرنے کا وقت کسی کے پاس نہیں ہوتا، لیکن اہم ترین کام کرنے کا وقت سب کے پاس ہوتا ہے، سارا معاملہ ترجیحات کے طے کرنے کا ہے، ☆ کسی کی خدمت میں پیش کیے جانے والے تحفوں میں سب سے بہترین تحفہ احترام ہے۔ (**حاصل مطالعہ ومشاہدہ**)

بلا تبصرہ

'''''ناری شکتی کی وندنا'' کا چولہ اتارتے ہوئے ''ناری دمن'' کا پھنکارتا ہوا شیش ناگ آج اپنی اصل شکل میں ظاہر ہوگیا، نہ قصور، نہ ثبوت، نہ گواہی، نہ وکیل، نہ سماعت، نہ صفائی کا موقع، صرف ایک شکایت پر 6.15 لاکھ ووٹروں کی منتخب نمائندہ ایک ناری (مہوا موئترا) کو آئین اخلاقیات کمیٹی کی سازش پر ملک کے سب سے بڑے ایوان سے بیک بنی دوگوش نکال باہر کیا گیا ہے، ہندوستان کے جمہوری پارلیمانی نظام میں غالباً یہ پہلا ایسا موقع ہے جب پارلیامنٹ کی اخلاقیات کمیٹی اتنی سرگرم ہوئی کہ اسے کسی رکن کے عمل میں غیر اخلاقی پہلو نظر آیا''
(راشٹریہ سہارا: ۹؍دسمبر ۲۰۲۳ء)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

زندگی اور وقت کی قدر کیجئے

’’زمانہ کی قسم، بے شک انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور ایک دوسرے کو وصیت کی، حق بات کی اور ایک دوسرے کو وصیت کی، صبر کی‘‘ (سورۃ العصر)

مطلب: اس سورہ میں خالق کائنات نے انسان کی کامیابی کے لئے چار نکاتی منصوبہ کی رہنمائی کی ہے، ایمان، نیک عمل، حق کی تلقین اور صبر کی تاکید، اس لئے صحابہ کرام کی جب آپس میں ملاقات ہوتی تو الگ ہونے سے پہلے ایک دوسرے کے سامنے اس سورہ کی تلاوت کرتے، پھر سلام کر کے رخصت ہوتے، کیونکہ اللہ رب العزت نے زمانے کی قسم کھا کر عالم انسانیت کو متنبہ کیا کہ انسان خسارے میں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ذرا آپ امم سابقہ کی تاریخ پڑھ جائیے کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ امتوں کو مال ودولت، حکومت وسطوت اور جاہ ومنصب سے نوازا تھا، مگر انہوں نے عیش پسندی، لطف اندوزی، بے راہ روی، بلکہ خدا فراموشی میں زندگی گذاری، اپنے مال ودولت میں اس طرح بدمست رہے کہ اپنے وجود اور خالق کائنات تک کو فراموش کر دیا، آخر کار وہ تباہ وبرباد ہو گئے، فرعون ونمرود، ابوجہل وابولہب نے عزت وسربلندی کا ذریعہ حکومت واقتدار کو سمجھا تھا، قارون نے مال ودولت میں اپنی کامیابی سمجھی، شداد نے دنیا میں خود ساختہ جنت بنا کر اپنے کو بڑا تصور کیا، اس کو اپنی جنت پر غرور تھا، اللہ نے ان سبھوں کو تباہ وبرباد کر دیا، البتہ جن لوگوں نے انفرادی اور اجتماعی اصلاح کی کوشش کی، وہ کامیاب وبامراد ہوئے اور فردوس بریں کے حقدار ہوئے، یعنی خدا اور اس کے رسول کی ہدایات وتعلیمات پر اعتماد کیا، عمل صالح کیا، آپس میں ایک دوسرے کو دین حق کی نصیحت کی اور تکلیفوں اور مصیبتوں کے وقت صبر کی تلقین کی، لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دیا اور برے کاموں سے روکا، جب یہ چاروں باتیں پائی گئیں تو وہ دونوں جہاں میں فوز عظیم کے مستحق ہوئے، علامہ حافظ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ: ’’انسان کو ایمان اور عمل صالح سے روکنے والی عادۃ دو چیزیں ہوتی ہیں: ایک شبہات یعنی اس کو ایمان وعمل صالح میں کچھ نظری اور فکری شبہات پیدا ہو جائیں، جن کے سبب عقائد ہی مختل ہو جائیں اور عقائد کے مختل ہونے سے عمل صالح کا خلل پذیر ہونا خود ظاہر ہے اور دوسرے شہوات یعنی خواہشات نفسانی جو انسان کو بعض اوقات نیک عمل سے روک دیتی ہیں اور بعض اوقات برے اعمال میں مبتلا کر دیتی ہیں، اگرچہ وہ نظری اور اعتقادی طور پر نیکی پر عمل اور برائی سے بچنے کو ضروری سمجھتا ہو مگر نفسانی خواہشات اس کے خلاف ہوں اور وہ ان خواہشات سے مغلوب ہو کر سیدھا راستہ چھوڑ بیٹھے تو آیت مذکورہ میں وصیت سے مراد یہ ہے کہ نفسانی خواہشات کو چھوڑ کر اچھے اعمال اختیار کرنے کی ہدایت کرے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وصیت بالحق سے مراد دوسرے مسلمانوں کی علمی اصلاح ہے اور وصیت بالصبر سے مراد عملی اصلاح۔ (معارف القرآن: جلد-۸)

پس انسان کو اپنی زندگی اور وقت کی قدر کرنی چاہئے اگر عمر عزیز کے لمحات غلط اور لایعنی کاموں میں صرف ہو رہے ہیں تو یہ ان کے لئے بڑے خسارے کی بات ہے۔ اس سورہ میں انہیں امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

ایسے مردوں اور عورتوں پر لعنت ہے

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کی پوشاک پہنتے ہیں اور ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے جو مردوں کا لباس اختیار کرتی ہیں‘‘ (ابوداؤد شریف)

وضاحت: آج جدید تہذیب وتمدن نے دنیا میں ایک وبائی مرض پیدا کر دیا ہے، اس کی وجہ سے ایک طرف مرد وعورت کا میل وجول اور آزادانہ اختلاط سے انسانی معاشرہ تباہی وبربادی کی راہ اختیار کر چکا ہے تو دوسری طرف مرد وعورت کا ایک دوسرے کی مشابہت سے معصیت کے نئے نئے دروازے کھل گئے ہیں اور افسوس تو اس امت پر ہے جس کے پیغمبر اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بے حیائی اور برہنگی کے تمام ہی شعبوں کو بند کرنا چاہا تھا۔ آج انہیں کی امت عریانیت اور بے حجابی کے شرمناک مظاہرے کر رہی ہے۔ وہی امام دین ودنیا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماءؓ کو باریک لباس میں دیکھ کر اپنے چہرے انور پر کپڑا ڈال لیا تھا اور فرمایا تھا کہ: ’’رب کاسیات عاریات‘‘ یعنی بہت سی عورتیں پہننے اور اوڑھنے کے باوجود برہنہ اور عریاں رہتی ہیں۔

بہر حال یہ تو مسلم ہے کہ مرد وعورت دونوں کا دائرہ کار الگ الگ ہے اور دونوں کو ان کے اندر ہی رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نہ مرد عورت کے دائرے میں قدم رکھے اور نہ عورت مرد کے دائرے میں، حدیث شریف میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ: ’’ایک مخنث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ جس نے اپنے دونوں ہاتھ و پاؤں مہندی سے رنگ ڈالے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ تو نے یہ کیا کر رکھا ہے۔ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول! اس نے عورتوں کا روپ دھار لیا ہے۔ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا اور حکم دیا کہ اس کو یہاں سے باہر نکال دو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم لوگ اسے قتل کر ڈالیں۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے قتل سے روک دیا گیا ہے۔

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہی ہیئت محبوب وپسندیدہ اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہو سکتی ہے، جس میں اسلامی تہذیب و تمدن کا رنگ غالب ہو اور عورتوں کو بھی ایسا لباس نہیں اختیار کرنا چاہئے، جس سے برہنگی اور بے حیائی ظاہر ہوتی ہو۔ احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو عمدہ اور صاف ستھرا کپڑا استعمال کرنا چاہئے۔ البتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ کا کپڑا زیادہ پسند تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سفید کپڑے پہنو اور زیادہ پاکیزہ اور صاف ستھرے ہیں اور اس میں اپنے مردوں کو کفناؤ۔

سفید کپڑے کے استعمال کی بظاہر یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ سفید کپڑا دیکھنے میں بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اس میں کوئی ملاوٹ یا رنگ کے بگڑنے کا اندیشہ نہیں رہتا اور بعض وقت تو ظاہر کا اثر باطن پر بھی پڑتا ہے اور میت کو سفید کپڑا پہنانے کا حکم اس لئے دیا کہ فرشتے طبعاً نفاست پسند ہوتے ہیں اور سفید کپڑا سادہ ہوتا ہے جس سے نفاست اور سادگی کی آمیزش ہو جاتی ہے، لہذا کپڑے ایسے زیب تن کریں جس سے شرافت کی خوشبو آتی ہو۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

نکاح کے بغیر زندگی گذارنا

س: آج کل تجرد کی (بغیر نکاح) زندگی گذارنے کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے، بہت سے نوجوان باوجودیکہ بیوی کے حقوق ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، صحت مند ہیں، پھر بھی وہ نکاح نہیں کرنا چاہتے، وہ آزادانہ زندگی بسر کرنا بہتر سمجھتے ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

ج: قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں نکاح کی مذہبی اور معاشرتی اہمیت کو بہت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے اور اسے نسل انسانی کی بقا، ترقی اور مدنی زندگی کے استحکام، عفت وعصمت کی حفاظت، پاکیزہ زندگی اور صالح معاشرہ کے لئے ضروری قرار دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے نکاح کو حضرات انبیاء کرام کی مشترکہ سنت قرار دیتے ہوئے فرمایا: ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا: ’’وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً‘‘ (الرعد: ۳۸) مرد کے لئے بیوی اور عورت کے لئے شوہر کا ہونا اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم نعمتوں میں شمار کیا ہے اور اسے مرد وعورت کے لئے باعث سکون وراحت قرار دیا ہے: ’’وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ‘‘ (الروم: ۲۱) نیز ایک انسان کو پاکیزہ زندگی گذارنا اور اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کرنا نہایت ضروری ہے اور نکاح عفت وعصمت کی حفاظت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان تمام مردوں اور عورتوں کو شادی کرنے کا حکم دیا ہے جو بغیر شادی کے زندگی گذار رہے ہوں، حتی کہ غلام وباندی جو بڑی حد تک بے بس ہوتے ہیں، ان کے متعلق بھی ارشاد فرمایا کہ ان کی بھی شادی ضرور کرا دو، کیوں کہ اگر نکاح کے طریقہ کو رواج نہیں دیا گیا تو پوری قوم بے حیائی وبداخلاقی کی گندگی میں مبتلا ہو جائے گی: ’’وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ‘‘ (النور: ۳۲) اپنے میں سے غیر شادی شدہ نیز اپنے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نکاح کے لائق ہوں ان کا نکاح کر دو، اگر وہ تنگ دست ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو مالدار کر دیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نکاح کر لے، کیوں کہ نکاح غض بصر (نگاہ کو پست رکھنے) اور شرمگاہ کی حفاظت کا باعث ہے: ’’یامعشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج‘‘ (صحیح بخاری: ۲/۷۵۸) نکاح پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت ہے اور نبی کی سنت سے محبت نبی سے محبت ہے اور نبی کی سنت سے اعراض نبی سے محبت کے خلاف ہے: ’’النکاح من سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی‘‘ (سنن ابن ماجہ، ص: ۱۳۳، باب ماجاء فی فضل النکاح) صحیح بخاری کی ایک روایت ہے، حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر گئی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال ازواج مطہرات سے معلوم کریں، جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال معلوم کیا تو انہوں نے خیال کیا کہ یہ عبادت کم ہے اور کہنے لگے کہاں ہم اور کہاں اللہ کا پیغمبر، آپ کی تو ساری لغزشوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے، پھر ایک شخص نے کہا میں مسلسل روزے رکھوں گا، دوسرے نے کہا میں رات بھر عبادت کروں گا اور بالکل نہیں سوؤں گا، تیسرے نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کروں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کی غلطی اور کج روی ان پر واضح کرتے ہوئے فرمایا: ’’أما واللہ إنی لأخشاکم للہ واتقاکم لہ لکنی أصوم وأنظر وأصلی وأرقد وأتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی‘‘ (صحیح للبخاری: ۲/۷۵۷، کتاب النکاح) میں تم میں سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں، لیکن رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، سنو! جو کوئی میری سنت اور طریقہ سے انحراف کرے وہ مجھ سے نہیں ہے، ایک حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا: بندہ جب شادی کر لیتا ہے تو عصمت وآبرو کی حفاظت کے تعلق سے وہ اپنا نصف دین مکمل کر لیتا ہے: ’’عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الدین فلیتق اللہ فی النصف الباقی‘‘ (مشکوۃ المصابیح، ص: ۲۶۸، کتاب النکاح) اور فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پاک وصاف ملے اسے چاہئے کہ شریف عورت سے شادی کر لے: ’’عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من أراد أن یلقی اللہ طاہرا مطہرا فلیتزوج الحرائر‘‘ (مشکوۃ المصابیح، ص: ۲۶۸، کتاب النکاح) حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے شادی کی؟ میں نے جواب دیا نہیں، انہوں نے کہا: ’’تزوج فان خیر ہذہ الامۃ کان اکثرہم نساء یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ (جمع الفوائد، کتاب النکاح الحث علی النکاح: ۱/۶۰۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجرد یعنی نکاح سے آزادی کی زندگی کو پسند نہیں فرمایا اور فرمایا جو تجرد کی زندگی گذارے وہ ہم میں سے نہیں ہے: ’’من تبتل فلیس منی‘‘ (کنز العمال: ۱۶/۲۷۲، کتاب النکاح) ’’عن سمرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن التبتل‘‘ (ترمذی: ۱/۲۰۷) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی نہ کرنے کی اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے منع فرما دیا: ’’رد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عثمان بن مظعون التبتل‘‘ (صحیح البخاری: ۲/۷۵۹) شادی سے کنارہ کشی بسا اوقات انسان کو لطف وکرم اور رحم وہمدردی سے محروم بنا دیتی ہے اور بے راہ روی کی زندگی گذارنے پر مجبور کر دیتی ہے، اس لئے نوجوانوں پر ضروری ہے کہ اگر وہ بیوی کے حقوق کی ادائیگی کی طاقت وصلاحیت رکھتے ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں، اس سے اعراض نہ کریں، ورنہ سماج میں زنا عام ہوگا، اخلاق اور عزت وآبرو کی مٹی پلید ہوگی اور فتنہ وفساد پھیلے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تمہارے پاس کوئی ایسا آدمی نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین واخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس کے ساتھ اپنی اولاد کی شادی کر دو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو زمین میں بہت بڑا فساد پھیلے گا: ’’عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خطب الیکم من ترضون دینہ وخلقہ فزوجوہ الاتفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض‘‘ (سنن الترمذی: ۱/۲۰۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب
پھلواری شریف، پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 48 مورخہ ۴؍جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۸؍دسمبر ۲۰۲۳ء روز سوموار

دفعہ 370 کا خاتمہ

پانچ اگست 2019 کو مرکزی حکومت نے کشمیر میں صدر راج کے دوران دفعہ 370 اور 35A ہٹانے کا فیصلہ کیا تھا، لداخ اور جموں کشمیر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اسے مرکز کے زیر انتظام کر دیا تھا، اس سے وہاں کی عوام میں بے چینی تھی اور اس دفعہ کو رد کرنے کی قانونی حیثیت کو سماج کے مختلف طبقات نے چیلنج کیا تھا، مرکزی حکومت کے اس فیصلے کے خلاف 23 درخواستیں عدالت میں داخل کی گئی تھیں، سپریم کورٹ کی پانچ رکنی بینچ نے جس میں چیف جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ، جسٹس سنجے کشن کنول، جسٹس سوریہ کانت اور جسٹس سنجئے کھنہ شامل تھے، نے اگست 2023 سے عرضیوں پر سماعت شروع کئے، سولہ (16) دن میں سماعت مکمل ہو گیا اور عدالت نے 5؍ستمبر 2023 کو فیصلہ محفوظ رکھا تھا، 11؍دسمبر کو عدالت عظمیٰ نے اپنا فیصلہ سنایا اور مرکزی حکومت کے ذریعہ اس کے رد کرنے کو قانونی طور پر درست قرار دیا، اور ریاست کو تقسیم کر کے مرکز کے تحت قرار دینے والے فیصلہ کو بھی صحیح تسلیم کیا، عدالت کے جج صاحبان کا رجحان یہ رہا کہ دفعہ 370 اس وقت کے اعتبار سے عارضی انتظام تھا، ریاست کشمیر کے ہندوستان سے انضمام کے بعد اس کی داخلی خود مختاری ختم ہو گئی اور جس طرح دوسری ریاستوں پر ہندوستان کا دستور نافذ ہوتا ہے ویسے ہی وہاں بھی ہوگا، اس طرح جموں کشمیر ریاست کو جو خصوصی درجہ حاصل تھا وہ ختم ہو گیا، ظاہر ہے اس فیصلے پر کشمیری قائدین کی طرف سے منفی تبصرے آنے تھے وہ آئے اور آرہے ہیں، سب سے سخت لہجہ محبوبہ مفتی کا ہے، جنہوں نے کشمیر میں بھاجپا کی شراکت کے ساتھ حکومت کیا اور جب حکومت گر گئی تو ان کا لہجہ بدل گیا، کشمیری قائدین اپنی جد وجہد جاری رکھنے کی بات کہہ رہے ہیں اور وہ حالات سے مایوس بھی نہیں ہیں، یہ ایک اچھی بات ہے؛ لیکن اب اس دفعہ کی بحالی ممکن نہیں ہے، عدالت کے فیصلے کے مطابق اگر جلد ہی مکمل ریاست کا درجہ بحال ہو جاتا ہے اور اگلے سال 30؍ستمبر تک ریاستی انتخابات ہو جاتے ہیں تو بھی بڑا کام ہو جائے گا۔

مہوا موئترا کا جرم

ترنمول کانگریس کی مہوا موئترا سے پارلیامنٹ کی رکنیت چھین لی گئی ہے، ان پر الزام تھا کہ وہ روپے لے کر پارلیامنٹ میں سوالات اٹھاتی ہیں اور وہ بھی مودی جی کے محبوب اڈانی گروپ پر، جس الزام کے تحت انہیں نکالا گیا وہ الزام سپریم کورٹ کے ایک وکیل نے لگایا تھا جو مہوا موئترا کا سابق عاشق تھا، اس کا کہنا تھا کہ مہوا نے ہیرانندان جو اڈانی گروپ کا حریف ہے، اس سے روپے لے کر سوالات اٹھائے، اس کو بنیاد بنا کر بی جے پی کے ایم پی نشی کانت دوبے نے تحریری شکایت اسپیکر کو دی اور مقدمہ چل پڑا، پوچھ تاچھ کے لیے مہوا کو جانچ ایجنسی کے سامنے پیش ہونا پڑا اور اس سے جو سوالات کیے گیے وہ بالکل نجی قسم کے تھے، مثلا آپ رات میں فون پر کس سے بات کرتی ہیں، رات میں کہاں رہتی ہیں، اس قسم کے اول جلول سوال سے خفا ہو کر مہوا موئترا نے اس جانچ کا بائیکاٹ کیا اور اٹھ کر چلی آئیں، اس کے بعد سے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ اخلاقیات کمیٹی انہیں معاف نہیں کرے گی اور ان کو رکنیت سے ہاتھ دھونا پڑے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اب مہوا موئترا سپریم کورٹ پہونچ گئی ہیں، دیکھنا ہے کہ انہیں وہاں سے بھی راحت ملتی ہے یا نہیں؟

اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے کہ مرکزی حکومت اس قسم کے اقدام انتقامی جذبہ سے کرتی ہے، دلیل یہ ہے کہ اسی قسم کے جرم میں بھاجپا کے ارکان ماخوذ نہیں ہوتے اور ان کی رکنیت نہیں جاتی ہے، مہوا کے خلاف تحریری شکایت درج کرانے والا ایم پی نشی کانت دوبے پر خود جعلی اسناد پر انتخاب لڑنے کا مقدمہ درج ہے، اس پر آج تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی، رمیش بدھوری بھی پارلیامنٹ میں گالی بک کر رکنیت سے ہاتھ نہیں دھو سکا، البتہ راہل گاندھی زد میں آئے تو ان سے سب کچھ چھن لیا گیا، جنسی استحصال کے سنگین مجرم ایم پی برج موہن سنگھ پر بھی اب تک کوئی کاروائی نہیں ہو سکی؛ کیوں کہ وہ بھی منظور نظر ہیں۔

مہوا موئترا کا ایوان میں رہنا اور ان کا بار بار اڈانی گروپ پر سوال اٹھانا اور وہ بھی پچاس کی تعداد میں، بھاجپا کی نظر میں غیر معمولی جرم تھا، اس لیے ان کو باہر کا راستہ دکھایا گیا، اگر مہوا موئترا مجرم تھیں تو اس پر پارلیامنٹ میں گفتگو ہونی چاہیے تھی، اخلاقیات کمیٹی میں اتنی اخلاقی حس تو ہونی ہی چاہیے تھی کہ انہیں اپنی صفائی میں کچھ کہنے کا موقع دیا جاتا، اسپیکر چاہتے تو تنبیہ اور ہلکی سرزنش سے بھی کام چلا سکتے تھے؛ لیکن یہ بات ان کے آقا کے چشم وابرو کے خلاف تھی، اس لیے اسپیکر وہی کر سکتے تھے جو ان کی پارٹی چاہتی تھی، پہلے اسپیکر غیر جانبدار ہوتا تھا؛ لیکن اب وہ حق کے طرفدار نہیں پارٹی کے جانب دار ہوا کرتے ہیں، واقعات ومشاہدات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

دراصل یہ طریقہ ہی غلط ہے کہ لاکھوں عوام کی رائے کی بنیاد پر جیت کر آنے والے ارکان کو چند لوگ مل کر پارلیامنٹ سے باہر کر دیں، جو پارلیامنٹ بھیج رہا ہے اسی کو واپس لینے کا بھی اختیار ہونا چاہیے، جن ارکان پر الزامات لگے اسے پھر عوام کی عدالت میں بھیج دینا چاہیے؛ تاکہ وہ نوٹا کا استعمال کر کے اسے واپس لے، یہ جمہوری نقطہ نظر کے عین مطابق ہوگا اور عوام کی آرا کی توہین بھی نہیں ہوگی، سرکار کو اس قسم کا قانون بنانا چاہیے، تاکہ ارکان کے ساتھ ہونے والی ظلم اور زیادتی، نیز برخاستگی کے انتہائی عمل کو روکا جا سکے۔

پارلیامنٹ بھی غیر محفوظ

پارلیامنٹ پر حملے کی بائیسویں برسی 13؍دسمبر کو ایک بار پھر چند لوگوں نے پارلیامنٹ میں افراتفری مچا کر یہ باور کرادیا کہ نئی پارلیامنٹ بھی غیر محفوظ ہے، جب پارلیامنٹ کی کارروائی چل رہی تھی تبھی سامعین گیلری سے دو جوان نیچے کود گیا اور اس نے بے ضرر قسم کے گیس چھوڑ کر ارکان پارلیمان کو حواس باختہ کر دیا، کچھ ممبروں کی مدد سے اسے دھر دبوچا گیا، پٹائی بھی ہوئی، پھر سیکوریٹی والوں کے حوالہ کر دیا گیا، دو لوگ پارلیامنٹ کے قریب ہی بھارت ماتا کی جے اور جے شری رام کے نعرے لگا رہے تھے، ان میں ایک خاتون تھی، جس کا نام نیلم تھا وہ مختلف نعروں کے ساتھ ایک نعرہ تانا شاہی نہیں چلے گی کا بھی لگا رہی تھی اور اپنی بے روزگاری کا رونا رو رہی تھی، اس واقعہ میں پولیس نے چھ لوگوں کو حراست میں لے لیا ہے، تحقیق جاری ہے، سبھی اکثریتی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، بھاجپا رکن پرتاپ مہرا کی تصدیق پر انہیں وزیٹر گیلری کا پاس جاری کیا گیا تھا، یہ بھارت ماتا کی جے اور جے شری رام کے نعرے لگا رہے تھے اس لیے میڈیا میں کسی نے بھی انہیں دہشت گرد قرار نہیں دیا، پارلیامنٹ کے تحفظ پر سوالات ضرور اٹھائے گئے؛ لیکن دہشت گردانہ حملہ کا جھوٹا پر پیگنڈہ نہیں کیا گیا، جن لوگوں نے یہ ہنگامہ برپا کیا، ان میں ساگر شرما لکھنؤ، منورنجن ڈی کرناٹک، نیلم حصار ہریانہ اور امول شنڈے مہاراشٹرا کا رہنے والا ہے، دو اور گرفتگان کی شناخت ابھی سامنے نہیں آئی ہے، ایک ملزم للت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

ان لوگوں نے یہ تماشہ کیوں کیا، اس کا پتہ مکمل جانچ کے بعد ہی سامنے آئے گا؛ لیکن یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ نہ تو ہماری پالیامنٹ محفوظ ہے اور نہ اس کے ارکان، جب ملک کے سب سے محفوظ علاقہ کا یہ حال ہے تو عوام کے تحفظ کا جو حال ہو سکتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے، یہ ٹھیک ہے کہ وہ جو گیس فضا میں تحلیل کر رہے تھے وہ بے ضرر تھی، ذرا سوچیے اگر وہ گیس ضرر رساں ہوتی تو ہم ملک کے کتنے بڑے بڑے سیاسی قائدین کو کھو چکے ہوتے اور ملک کا کتنا بڑا نقصان ہوتا، اللہ کا فضل ہے کہ یہ سب محفوظ رہے، فضل یہ بھی ہے کہ ان میں کوئی مسلم نہیں ہے اور نہ ہی کسی مسلم ارکان کی سفارش پر انہیں پاس دیا گیا تھا، اگر ایسا ہوتا تو پارلیامنٹ کے باہر ایک دوسری جنگ ٹی وی چینلوں پر شروع ہوتی اور نفرت کی دکان سجانے کا ایک اور موقع فرقہ پرستوں کو مل جاتا۔

نظام زندگی کو درست کریں

انسان علمی، سائنسی اور تحقیقی میدان میں آگے بڑھ رہا ہے اور اس نے اپنے علم وعمل سے تسخیر کائنات کے قرآنی نظریہ اور الٰہی فرمان کو سچ کر دکھایا ہے، لیکن اس کے برعکس دین وشریعت سے دوری نے اس کی ذاتی زندگی کو اجیرن بنا رکھا ہے، خاندان ٹوٹ رہا ہے اور ذہنی سکون چھنتا جا رہا ہے، حالانکہ اللہ رب العزت نے انسانی زندگی میں مرد وعورت کے نکاحی رشتے کو مودت ومحبت اور پرسکون زندگی کا سبب قرار دیا تھا؛ لیکن ہماری بے عملی، بدعملی اور اس رشتے کے احترام کی لازمی اہمیت کے نظر انداز کرنے کی وجہ سے گھر میں سکون وطمانیت جیسی کوئی چیز باقی نہیں رہی، بیش تر گھروں میں خانگی زندگی کو آپسی جھگڑے اور غلط فہمیوں نے برباد کر رکھا ہے، اس لیے گھر کے نظام کو درست کرنے کی ضرورت ہے، یہ درستگی گھر کو پرسکون بنانے کے لیے اصول کے درجے میں ہے، ہماری خانگی زندگی کی بے ترتیبی کے اثرات بچوں کی ذہنی نشو ونما پر پڑتے ہیں، ہم نے بچوں کی تربیت کا کام اسکولوں اور کنونٹوں کے ذمہ کر دیا ہے، جہاں اعلیٰ اخلاقی اقدار کے فروغ کا کام تمام ہو چکا ہے، مادہ پرستی نے انہیں ایک صنعتی کارخانہ بنا دیا ہے جہاں نصاب پڑھا دیا جاتا ہے، اقدار نہیں پڑھائے جاتے، ایسے میں ہماری ذمہ داری کافی بڑھ گئی ہے، ہمیں اپنے گھر کے نظام کو چست درست رکھنا ہوگا، اور اس کے لیے ملکی قوانین وضوابط کی طرح کچھ اصولوں کو گھر میں رائج کرنا ہوگا، تاکہ ہماری خانگی زندگی اور گھریلو نظام دوسروں کے لیے بھی اسوہ اور نمونہ بن سکے اور پرسکون ماحول میں بچے اچھی تربیت پا سکیں، سب سے پہلا کام یہ کرنا ہوگا کہ گھر کا ہر فرد نماز وقت پر ادا کرے، قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کرے، نماز بندگی، عاجزی، درماندگی، بے کسی اور بے بسی کے اظہار کا بڑا ذریعہ ہے، نماز کی پابندی سے تواضع اور انکساری پیدا ہوتی ہے اور اپنے کو بڑا سمجھنے کے بجائے اللہ کی بڑائی کا خیال ذہن ودماغ پر جمتا ہے، جو سارے جھگڑوں کے ختم کرنے کا سبب بنتا ہے، اس لیے کہ جھگڑے اپنی بڑائی کے خیال سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ گھر کا ہر فرد کسی نہ کسی درجہ میں اپنے مقام مرتبہ اور حیثیت کے اعتبار سے ''انا'' کا شکار رہتا ہے اور اس انانیت کی وجہ سے وہ دوسرے لوگوں کو اپنے سے کم تر سمجھتا ہے، ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے، اس لیے معاملہ بگڑتا چلا جاتا ہے، یہ بیماری نماز کے ذریعہ ہی ختم ہو سکتی ہے، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تواضع اختیار کریں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع کو رفع درجات کا سبب بتایا ہے۔ من تواضع للہ رفعہ اللہ۔

گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے برائے مہربانی اور شکریہ کے کلمات کو رواج دینا چاہیے اس سے ایک دوسرے کی وقعت دل میں بڑھتی ہے، آتے جاتے سلام کے الفاظ دل کے دروازے ایک دوسرے کے لیے کھولتے ہیں، یہ آداب ملاقات بھی ہے اور لوگوں کے لیے سلامتی کی دعا بھی، گھریلو مسائل جو بھی ہوں انہیں آپس میں ادب واحترام کے ساتھ ایک دوسرے کو منتقل کرنا چاہیے، مار پیٹ، گالی گلوج، لعن طعن سے بچنا چاہیے، عورتوں اور بچوں پر ہاتھ اٹھانا انتہائی غلط حرکت ہے، یہ ہمارے خاندان کے کمزور افراد ہوتے ہیں، اور کمزوروں پر ہاتھ اٹھانا انتہائی بزدلی کی بات ہے، تنبیہ کی گنجائش تو ہے؛ لیکن اس کا اسلوب بھی جارحانہ نہ ہو، اس لیے کہ یہی جارحیت خانگی زندگی کو جوالا مکھی اور آتش فشاں بنا دیتی ہے، خانگی نظام کو ٹھیک رکھنے میں ادب واحترام کے ساتھ خوش سلیقگی کا بھی بڑا عمل دخل ہوتا ہے، خوش سلیقگی یہ ہے کہ جب کوئی بات کرے تو توجہ سے سنی جائے، خواہ وہ بچہ ہی کیوں نہ ہو، اس سے اس کے اندر یہ احساس جاگے گا کہ میری بات توجہ سے سنی گئی اور اسے اہمیت دی گئی، اہمیت کا یہ احساس گھروں میں جو باغیانہ تیور نئی نسلوں میں پیدا ہو رہے ہیں، اسے ختم کرنے میں معاون ومددگار رہوگا، یہ سلیقہ گھروں میں نظر بھی آئے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ گھر کا ہر فرد اپنے ذمہ لازم کر لے کہ جو چیز جہاں سے اٹھائے گا، وہیں رکھے گا، دروازہ اور کھڑکی کھولا ہے تو ضرورت پوری ہونے کے بعد اسے بند بھی کرے گا، رات کو بارہ بجے کے بعد کوئی جاگا نہیں رہے گا، فضول گفتگو نہیں کرے گا، رات کے اس حصہ میں وہاٹس ایپ اور دوسرے سوشل میڈیا ذرائع کا استعمال بھی نہیں کرے گا، یہ پابندی آپسی مجلسی گفتگو کے وقت بھی جاری رہے گی۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مولانا محمد قمر الزماں ندوی

مولانا محمد ادریس عزیزی عاصی

مورخہ 28 /نومبر 23 / ء بروز منگل مطابق 13 / جمادی الاول 1445ھ بوقت سحر سوا تین بجے میرے بڑے چچا استاد محترم مولانا محمد ادریس عزیزی عاصی صاحب، جن کو ہم لوگ اپنے عرف میں بڑے ابا کہتے تھے، اس دار فانی سے دار باقی کی طرف ایک سو تین سال کی عمر میں کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون وہ تقریبا ڈیڑھ ہفتہ سے بے ہوش تھے اور کوما کی حالت میں تھے۔۔ تمل ناڈو کے سفر پر رہنے کی وجہ سے عیادت کے لیے بھی نہیں جا سکا ارادہ تھا کہ ایک دو دن میں گھر جائیں گے؛ لیکن افسوس کہ اس سے پہلے یہ حادثہ پیش آ گیا۔

وہ اس وقت ہمارے خاندان کے سب سے بڑے مربی اور سر پرست تھے، گاؤں میں ان کی عمر کے اور کوئی نہیں تھے، سوائے ہماری نانی جان کے جوان سے چھ مہینے چھوٹی ہیں، اور الحمد اللہ نماز روزہ سب کر لیتی ہیں۔۔ ہمارے والد مولوی عبد السلام ان سے عمر میں کافی چھوٹے تھے، جو ان سے بیس سال پہلے ہی انتقال کر گئے تھے، اسی طرح منجھلے چچا حافظ محمد یونس صاحب مرحوم بھی کافی عرصہ پہلے اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ بڑے ابو مولانا محمد ادریس عزیزی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم اور جسمانی صحت وقوت دونوں چیزوں سے بھر پور نوازا تھا۔ وہ پوری زندگی تندرست اور صحت مند رہے اور دوسروں کے لیے قابل رشک بھی، تقریبا ایک سو تین سال کی عمر ان کو ملی۔ صحت جسمانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خوب رو شکیل و وجیہ اور دراز قد بنایا تھا، جس مجلس میں ہوتے نمایاں اور ممتاز نظر آتے۔

وہ مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے، طبیعت میں ظرافت تھی، ہر مجلس میں میر مجلس ہوتے اور مجلس کو زعفران بنا دیتے تھے، علاقہ میں ہزاروں کی تعداد میں ان کے شاگرد پھیلے ہوئے ہیں، سب ان سے محبت کرتے تھے اور ان سے دعائیں لیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے علم وعمل سے بھر پور زندگی عطا کی، انہوں نے بڑی نیک نامی حاصل کی وہ اپنی ایک پہچان اور شناخت رکھتے تھے۔ افسوس کہ میں ان کے جنازہ میں دوری کی وجہ سے نہیں پہنچ سکا، جس کا مجھے بہت صدمہ اور قلق ہے، وہ میرے چچا ہی نہیں، مربی محسن اور مشفق استاد تھے، مجھے مدرسہ حسینہ تجوید القرآن دگھی گڈا جھارکھنڈ میں ان سے باکورۃ الادب، رحمت عالم، اردو کی چھوٹی کتابوں کے ساتھ دوسری کئی کتابیں پڑھنے کی سعادت حاصل ہے، وہ بہت محنت اور لگن سے پڑھاتے تھے، اگر میں یہ کہوں کہ مجھے ابتدائی اردو لکھنے پڑھنے کا جو سلیقہ آیا اس میں ان کی تربیت کا بڑا دخل ہے تو غلط نہیں ہوگا۔

ہمارے چچا 1921ء میں سرزمین دگھی مہگاواں ضلع گڈا جھارکھنڈ سابق صوبہ بہار میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں مولوی محمد حبیب صاحب مرحوم سے حاصل کی، پھر سنتھال پرگنہ کی سب سے مشہور دانش گاہ مدرسہ شمسیہ گورگاواں (قیام 1901ء) میں ثانوی تعلیم مکمل کر کے بہار کے مشہور علمی ادارہ مدرسہ عزیزیہ بہار شریف سے عالم فاضل کی ڈگری حاصل کی، غالبا 1953ء یا 1952ء آپ کی سال فراغت ہے۔۔ وہاں سے جب وطن لوٹے تو جلد ہی ضلع صاحب گنج موجودہ جھارکھنڈ کے عبد اللہ پور میں ہائی اسکول میں ملازمت مل گئی۔ لیکن جب 1952ء میں بڑے نانا جان مولانا جلال الدین صاحب قاسمیؒ نے دگھی گاؤں میں مولانا حسین احمد مدنیؒ کے نام پر ایک بڑا ادارہ مدرسہ حسینیہ تجوید القرآن کی بنیاد رکھی تو ان کو ماہر اساتذہ کی ضرورت پڑی، نظر انتخاب نانا جان مولانا علاء الدین صاحب عزیزی اور بڑے چچا محترم مولانا محمد ادریس صاحب پر پڑی اور ان دونوں کو مدرسہ ھذا میں خدمت کے لیے تیار کر لیا۔ چچا جان سرکاری ملازمت چھوڑ کر اور آمنا صدقنا کہہ کر گاؤں کے مدرسہ میں تدریس کے لیے آ گئے اور پہلے مدرس پھر نائب پرنسپل اور پھر پرنسپل کے عہدے پر فائز ہو کر سبکدوش ہوئے جب تک صحت مند رہے، گھر گھر جا کر رشتہ داروں سے ملاقات کرتے اور اپنے گھر بلاتے، سخی اور مہمان نواز خود اچھا کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے، صحت کا ایک راز یہ بھی تھا کہ ہمیشہ بہترین خوراک استعمال کرتے۔ انہوں نے مشترکہ خاندان کے سربراہ کی حیثیت سے بھی بڑی خدمت کی اور سب کو لے کر چلے اور خوب ترقی دلائی، جس کی وجہ سے ان کو تصنیف و تالیف کا موقع نہیں ملا، لیکن اپنے پیچھے انہوں نے ہزاروں کی تعداد میں اپنے شاگردوں کو چھوڑا ہے، جو علمی اور عملی میدان میں کام کر رہے ہیں جو یقیناً ان کے لئے صدقۂ جاریہ ہے۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک بھرا پورا خاندان بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی، بھتیجہ بھتیجی اور دیگر عزیز و اقارب کی شکل میں چھوڑا ہے، جو ان کے لئے صدقۂ جاریہ ہیں، کیوں کہ وہ دعا مغفرت اور دعا خیر کریں گے۔ راقم اس وقت مزید کچھ لکھنے سے قاصر ہے، دماغ میں ان کی زندگی کے بہت سے واقعات وتاثرات ہیں، جو کسی اور موقع پر ہم رقم کریں گے۔ اس موقع پر ہم مولانا مرحوم کے اکلوتے فرزند اور اپنے سگے بہنوئی عزیزی ماسٹر محمد مطیع الرحمان عرف ماسٹر گلاب اور تمام وارثین متعلقین اور عزیز و اقارب کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں اور ویسے تو ہم خود ہی تعزیت کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور تمام وارثین و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

تعزیت کے وقت ہمیں خود بھی موت کا استحضار ہونا چاہیے اور خوب سمجھ لینا چاہئے کہ زندگی اور موت یہ دونوں الفاظ ہر انسان کے لئے اتنے مانوس ہیں کہ ہر کان اس سے آشنا اور ہر فرد بشر اس سے واقف ہے، موت اور زندگی کے بارے میں کسی کو بتانا اور سمجھانا نہیں پڑتا کہ دیکھئے بھائی موت بھی آتی ہے، اور انسان کی پیدائش کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دنیا میں موت اور زندگی ہی وہ حقیقت ہے کہ آج تک کسی نے ان دونوں حقیقتوں کا انکار نہیں کیا، ورنہ آدم کی اس اولاد میں تو ایسے ایسے لوگ بھی گزرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں، جنہوں نے نہ صرف اللہ، بلکہ اس کے علاوہ رسول و رسالت، تقدیر، حشر و نشر، جنت و جہنم اور عذاب قبر۔ وحی والہام اور معجزہ کا بھی انکار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زندگی اور موت کا یہ سلسلہ اس لئے جاری فرمایا تاکہ وہ بندہ کو آزمائے کہ کون بندہ عمل میں اچھا ہے۔ "اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا" (سورہ ملک) جس (خدا) نے موت اور حیات کو پیدا کیا تاکہ آزمائے کہ تم میں سے کون شخص عمل میں اچھا ہے۔

اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر انسان مجبور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی یہ دنیا اور کائنات کا ذرہ ذرہ فانی ہے، بقا و دوام تو صرف موت وحیات کے خالق ہی کو ہے، اسی کا فرمان ہے: ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اسی لئے موت سے کسی کو مفر نہیں، وہ مقرر و معین ہے، وقت پر ہی آتی ہے، آنے میں نہ کبھی جلدی اور نہ کبھی دیر کرتی ہے۔ اس دنیا میں دائمی زندگی لے کر نہ کوئی آیا ہے اور نہ آئندہ اس کا کسی طرح کوئی بھی امکان ہے، آمد و رفت کا نہ ختم ہونے والا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے زندگی اور موت دونوں کا یہ سلسلہ اس لئے جاری فرمایا ہے کہ اگر سارے انسان جیتے رہیں اور موت نہ آئے تو اس زمین پر چلنا پھرنا دوبھر ہو جاتا، رہنے کے لئے جگہ نہ رہتی، اتنی وسیع و عریض زمین تنگ دکھائی دینے لگتی۔ اور اگر لوگ مرتے ہی رہتے پیدا نہ ہوتے تو ایک وقت آتا کہ دنیا انسانوں سے خالی ہو جاتی۔ لیکن قدرت الٰہی ہے کہ موت وحیات دونوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی طرح یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

کتابوں کی دنیا ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

مِسکُ الختام

مولانا محمد انوار اللہ فلک قاسمی کی تازہ ترین تالیف "مِسک الختام" منصۂ شہود پر آرہی ہے، اس میں انہوں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری اعمال وافعال، اقوال وامور کو جمع کر دیا ہے، یہ سیرت پاک کا ایک اچھوتا گوشہ ہے، جس کے مرتب کرنے کا خیال اللہ رب العزت نے ان کے دل میں ڈالا اور انہوں نے اسے ایک خاص انداز وترتیب سے مرتب کر دیا، آخری رمضان، آخری اعتکاف، آخری عیدین، آخری نماز جنازہ، آخری امامت، آخری غسل اور آخری آرام گاہ جیسے درجنوں عنوانات کے تحت سیرت پاک کے ان گوشوں کو اجاگر کیا ہے، جن کی حیثیت آخری تھی، یہ کام آسان نہیں تھا، سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی کر کے ان آخری امور کا انتخاب ممکن ہوا ہوگا، اس کی مطالعاتی مشقت کو وہی جانتے ہیں، جن کا ذوق لکھنے پڑھنے اور تحقیق کا رہا ہے، جب چیزیں جمع ہو کر یک جا قاری کے سامنے آجاتی ہیں تو وہ اس کام کی اہمیت، افادیت اور مشقتوں کو سمجھ نہیں پاتا اور اسے ہلکے میں لیتا ہے، جب کہ میرا خیال ہے کہ یہ کام تصنیف سے زیادہ سخت ہے، کیوں کہ تصنیف میں وہ اپنے افکار وخیالات اور ذہنی رو سے مضامین وعنوان باندھ کر بات کو آگے بڑھاتا رہتا ہے، یہ سہولت اسے وہاں حاصل ہوتی ہے، تالیف کا کام بایں معنی مشکل ہے کہ اس میں دوسروں کی چیزوں کو حوالوں کے ساتھ جمع کرنا ہوتا ہے، اس کام میں مؤلف کے اختیارات قطع و برید، حذف واضافہ کا کام محدود ہو جاتا ہے، مؤلف کا کام کتاب میں اس مضمون، مقالہ یا خیالات کو بعینہ نقل کر دینے کا ہوتا ہے، پھر اس کام میں اگر خود کو کسی خاص شرط یا ناحیہ کا پابند کر لیا جائے تو یہ کام مزید مشکل ہو جاتا ہے، مطلقاً سیرت پر کوئی مضمون لکھنا ہو تو ایک دو کتاب کا مطالعہ کافی ہوتا ہے، لیکن جب اس میں "آخری" کی قید لگا دی گئی تو یہ اس قدر محدود ہو گیا کہ بہت پڑھے بغیر اس کا جمع کرنا ممکن نہیں، اللہ کا شکر ہے کہ مولانا موصوف نے اپنی تقریر وتحریر اور اسفار کی بے پناہ مشغولیت کے باوجود اس گوشے پر کام کیا، جس سے ہم اس دلچسپ موضوع کے مضامین سے یک جا مستفید ہونے کے لائق ہو سکے۔

میرے لیے سعادت کی بات ہے کہ چند ماہ قبل دربھنگہ سے حیدرآباد جانے کے دوران ہوائی جہاز میں مولانا نے اس کا مسودہ میرے حوالہ کیا، چنانچہ اس کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ کا موقع ہمیں مل گیا، ہزاروں فٹ کی بلندی پر اڑتے ہوائی جہاز میں اس کی پروف ریڈنگ ظاہری برتری اور موضوع کی فوقیت کے اعتبار سے خلا میں ہوئی پھر اللہ نے جو کچھ ذہن میں ڈالا اس کے مطابق ضروری مشورے بھی دیئے، ان مراحل سے گذر کر اب یہ کتاب قارئین کی خدمت میں پیش ہونے کو تیار ہے۔

مولانا محمد انوار اللہ فلک قاسمی باوقار عالم دین ہیں، ملی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں، ذکر کی مجلسیں لگاتے ہیں، رمضان المبارک میں وجے واڑہ کے متعلقین کے ساتھ اعتکاف کرتے ہیں اور ان کی دینی ومذہبی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں، تصوف کے رموز ونکات انہوں نے اپنے پیر و مرشد حضرت اقدس مولانا اشتیاق احمد صاحب مدظلہ مدرسہ اسلامیہ جامع العلوم مظفر پور سے حاصل کیا ہے، حضرت مولانا شمس الہدیٰ صاحب دامت برکاتہم اور دیگر اہل اللہ کے بھی وہ مقرب ہیں، ان حضرات کے یہاں بھی حاضری ہوتی رہتی ہے، ایک اچھا مدرسہ ادارہ سبیل الشریعۃ کے نام سے چلاتے ہیں، جس کے بانی ومعتمد آپ ہی ہیں، ان تمام کے باوجود لکھنے کا بھی مشغلہ ہے، کئی کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں، لاک ڈاؤن سے کسی کو فائدہ پہونچا ہو یا نہیں، مولانا کو یہ فائدہ ضرور پہونچا کہ ان کا قلم رواں ہو گیا، اس کے قبل ان کی پہچان ہندوستان کے بڑے خطیب کی تھی، اب ان کا شمار معروف اہل قلم میں ہونے لگا ہے، سنجیدہ طرز اظہار، سادہ اسلوب، سہل الفاظ، برجستگی اور بغیر کسی تعقید لفظی ومعنوی کے انہیں اپنی بات رقم کرنے کا فن آتا ہے، اس لیے ان کی تحریریں مؤثر اور موضوع کے اعتبار سے انتہائی مفید ہوا کرتی ہیں۔

میں مولانا موصوف کو اس اہم کتاب کی تالیف پر مبارکباد دیتا ہوں اس کے قبول عام وتام اور مولانا کی صحت وسلامتی کے ساتھ درازی عمر کی دعا، خواہش اور تمنا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں، ایسے بافیض شخص کے لیے دعاؤں کا اہتمام نہ کرنا خود اپنے لیے حرماں نصیبی کی بات ہوگی، وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

✍ : مولانا رضوان احمد ندوی

فقر وفاقه پر صبر : مسلمہ بن عبدالملک کہتے ہیں کہ میں نماز فجر کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت وہ اپنے خلوت کدہ میں تھے۔ایک باندی ان کے پاس کھجوروں کا تھال لائی۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک مٹھی کھجوریں بھریں اور مجھ سے کہا اے مسلمہ! کیا خیال ہے اگر کوئی شخص اتنی کھجوریں کھا کر اوپر سے پانی پی لے تو کیا رات تک کے لئے کافی ہو جائیں گی؟ مجھے جواب میں کچھ تردد ہوا تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس سے زیادہ کھجوروں کی مٹھی بھری اور فرمایا: یہ!(تو کافی ہونگی)۔

میں نے عرض کیا، ہاں امیر المؤمنین اتنی کھجوروں پر آدمی گذارا کرسکتا ہے اگر چہ کچھ اور کھانا نہ کھائے۔تو حضرت عمر نے فرمایا پھر خواہ مخواہ جہنم میں داخل ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ (یعنی اندھادھند حلال حرام کھا کر جہنم کا ایندھن بننے سے کیا فائدہ؟ تھوڑی سی غذا پر قناعت کرلے)۔مسلمہ کہتے ہیں کہ اس نصیحت کا مجھ پر جو اثر ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔

ولایت کیا هے : حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صالح اور صاحب تقویٰ بزرگ عالم دین بیعت کے لئے حاضر ہوئے۔سارا دن وہ بزرگ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے معمولات کو دیکھتے رہے، کہ مخلوق خدا کے ساتھ مصروف ہیں،لوگوں کے مسائل حل کرتے ہیں اور ان کے دکھوں اور غموں کو سننے کے بعد ان کے حسب حال کچھ نہ کچھ حل بتاتے رہے ہیں، دعائیں کرتے رہتے ہیں۔رات کو اس بزرگ نے جانے کی اجازت چاہی۔آپ نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ آئے کیوں تھے؟ انہوں نے عرض کیا: بیعت کے لئے آیا تھا،آپ نے فرمایا: کہ بیعت کیوں نہیں کی۔کہنے لگے صبح سے شام تک آپ کے معمولات دیکھے ہیں، سارا دن آپ مخلوق میں گھرے رہے، اللہ کے لئے کون سا وقت نکالا ہے؟ صرف نماز پڑھی اور بقیہ وقت مخلوق کے مسائل ومعاملات کو نمٹاتے ہوئے ہی گزر گیا،اس لئے میں نے فیصلہ بدل لیا کہ بیعت کے لئے کوئی اور جگہ ڈھونڈتے ہیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ہنس پڑے،فرمایا کہ ہمارا دن دیکھا ہے، ہماری رات بھی دیکھ لو،وہ بزرگ رک گئے کہ چلو رات بھی دیکھ لیتے ہیں،رات ہوئی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی،معمول کے کچھ وظائف کئے اور سو گئے،وہ بزرگ خود ساری رات مصلے پر بیٹھ کر تلاوت کرتے رہے،نفل پڑھتے رہے، ذکر واذکار کرتے رہے اور سوچتے رہے کہ ان کی بڑی شہرت سنی تھی،نہ جانے کس طرح لوگ ان کو مانتے اور بیعت کرتے ہیں۔

تہجد کے وقت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اٹھے،چند رکعات تہجد کی پڑھیں اور پھر نماز فجر ادا کی، وہ بزرگ آپ کے معمولات دیکھتے رہے،فجر کی ادائیگی کے بعد آپ نے اس شخص کو سلا دیا،اس نے خواب میں دیکھا کہ دو نور روشن ہیں: ایک اس کے سر پر ہے اور ایک حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے سر پر ہے، جو اس کے سر پر نور ہے وہ ایک ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی طرح ہے، مدہم سی روشنی ہے نور اس کے پاس بھی ہے مگر بجھتا ہوا جب کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے سر پر بہت بڑے ستون کی طرح ایک طاقتور نور ہے،جس سے اتنی شعاعیں نکل رہی ہیں کہ کوئی شخص آنکھ اٹھا کر دیکھ نہیں سکتا اور وہ نور ان کے سر سے لے کر آسمان سے بھی اوپر تک جا رہا ہے اس کی آنکھ کھل گئی،کانپ اٹھا،آپ کے قدموں میں گر پڑا اور توبہ کرنے لگا، عرض کرنے لگا کہ آپ نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ آپ نے فرمایا: ولایت زیاد نفل پڑھنے،زیادہ وظائف کرنے کا نام نہیں ہے،تم نے صرف ظاہر عبادت کو سب کچھ سمجھ لیا ہے۔

ولایت،استقامت قلب وروح کا نام ہے،عمل صالح پر قائم رہنا اور قلب وروح کو استقامت کے ساتھ رکھنا ولایت ہے۔تم نے ساری رات عبادت میں اسی دھیان میں گزاری کہ میرا ولایت میں کتنا درجہ ہے اور اس کا کتنا ہے،تم ولایت کے طالب رہے، حالانکہ طالب مولی رہنا ولایت ہے، دنیا تو دنیا ہے، طالب آخرت بھی نہ رہنا اور جنت کی طلب وحرص میں بھی مارے مارے نہ پھرنا ولایت ہے، جنت دنیا سے بھی بڑھ کر حرص وہوس ہے، یہ آخرت کے حسین پردوں میں چھپی ہوئی حرص ہے، یہ ولایت نہیں ہے،ولایت فقط طالب مولی رہنا ہے۔

بندہ کا دل وروح جب استقامت کے مقام پر فائز ہوتا ہے تو وہ دل سے ہر شئے کی طلب،حرص،محبت،رغبت، چاہت،غرضیکہ ہر شئے نکال دیتا ہے،دنیا تو دنیا حتی کہ آخرت کا حرص بھی نکال دیتا ہے اور صرف اس کا دل وروح مولی کے ساتھ جڑ جاتا ہے، اگر دل کو ایسی دوستی قائم ہو جائے تو اس کو ولایت کہا جاتا ہے، ولی کے معنی ہیں دوست، اس کی مرضی جس کو چاہے دوست بنا لے، یہ اس کے ساتھ دوستی ہے، دوستی کا مطلب یہ ہے کہ پھر دل و روح میں اس کے سوا کوئی شئے نہ آئے۔

سلف صالحین کے زریں اقوال: سلف صالحین کے اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ یہ حضرات اپنے علم وعمل میں کامل خلوص رکھتے تھے اور ریا کی آمیزش سے بہت ڈرتے تھے، احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا کیا،اس میں ایسی چیزیں پیدا کیں جو نہ آنکھوں نے دیکھی اور نہ کانوں نے سنی اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا،تو جنت عدن کو بولنے کا حکم فرمایا،اس نے کلام کیا اور تین بار کہا کہ "قد افلح المؤمنون"مومن فلاح پا گئے، وہب بن منبہ فرماتے ہیں جو آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اندھا کر دیتا ہے اور اس کا نام دوزخیوں کے دفتر میں لکھ دیتا ہے، حسن بصری فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، جو عالم اپنے علم پر عمل کرتا ہے وہ یقیناً ولی اللہ ہے،سفیان ثوری فرماتے ہیں مجھے میری والدہ نے کہا اے بیٹا! جب تک علم پر عمل کرنے کی نیت نہ کرے پڑھنا شروع نہ کر،اس لئے کہ وہ علم تیرے لئے آخرت میں وبال ہوگا،ایک دفعہ یونس بن عبید سے کہا گیا کہ آپ نے حسن بصری جیسا عمل کرنے والا کوئی شخص دیکھا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا بخدا میں نے کسی کو اس شخص جیسی باتیں کرتے ہوئے تو دیکھا نہیں، تو پھر ان کے جیسا عمل کرنے والا کیا دیکھتا،سنو! ان کا وعظ دلوں کو رلاتا تھا جبکہ دوسرے لوگوں کا وعظ آنکھوں کو بھی نہیں رلا پاتا، یحیی بن معاذ سے کسی نے پوچھا آدمی مخلص کب ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا جب اس کی حالت شیر خوار بچہ جیسی ہو جائے کہ تعریف اور مذمت میں کچھ فرق نہ کرے۔

ابو عبداللہ انطاکیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اعمال میں خلوص پیدا کرنا چاہے اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں کا بھی دل میں خیال رکھے (یعنی ریا وسمعہ کا) تو وہ شخص محال امر کا طالب ہے، اس لئے کہ اخلاص ایسا پانی ہے جس سے دل کو زندگی حاصل ہوتی ہے اور ریا اس کے لئے موت ہے (تو پھر ان دونوں کا اجتماع کیسے ممکن ہے) ابن سباطؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی اپنا محاسبہ کیا تو معلوم ہوا کہ میں محض ریا کار ہوں، حسن بصری فرماتے ہیں جس نے محفل میں اپنے آپ کو برا کہا اس نے اپنی تعریف کی اور یہ ریا کی علامت ہے۔

ابراہیم ادہمؒ فرماتے ہیں جس کی یہ خواہش ہو کہ لوگ اسے اچھائی سے یاد کریں وہ نہ متقی ہے اور نہ مخلص، عکرمہ فرماتے ہیں نیک نیت اکثر کیا کرو کیونکہ ریا نیت میں داخل نہیں ہوتی، نعیم بن حمادؒ فرماتے ہیں پیٹھ پر کوڑوں کی مار کھانا ہم پر آسان ہے لیکن نیت صالحہ مشکل ہے، حسن بصریؒ فرماتے ہیں لوگ اعمال کے بدلہ جنت اور دوزخ میں داخل ہوں گے اور نیت کی وجہ سے اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ابو داؤد طیالسیؒ فرماتے ہیں کہ عالم جب کوئی کتاب لکھے تو اسے مناسب ہے کہ صرف اسلام کی نیت سے، تالیف کی عمدگی پر اپنے ہمعصروں سے تعریف کی نیت ہرگز نہ کرے، سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں ابراہیم تیمیؒ غلاموں جیسے کپڑے پہنا کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کے دوستوں کے سوا کوئی انہیں عالم نہیں سمجھ سکتا تھا، وہ فرمایا کرتے کہ مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو برائیوں کی طرح مخفی رکھے، سفیان ثوری فرماتے ہیں ایسے عالم بہت کم ہیں کہ جن کا حلقہ درس بڑا ہوا اور وہ عجب سے محفوظ ہوں، جب سفیان ثوریؒ نے حدیث پڑھانا چھوڑ دیا تو لوگوں نے آپ سے اس کے متعلق عرض کیا، آپ نے فرمایا بخدا اگر مجھے معلوم ہو کہ تم میں کوئی اللہ کے لئے علم حاصل کرتا ہے تو میں اس کے گھر جاؤں اور اسے اپنے پاس آنے کی تکلیف نہ دوں، مطلب یہ کہ اللہ کے لئے علم حاصل کرنے والے نایاب ہو گئے ہیں۔

ابن وہب فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے راسخ فی العلم کے متعلق سوال کیا کہ وہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ عالم باعمل ہے علم سے بڑھ کر معزز کوئی چیز نہیں، علماء بادشاہوں پر بھی حکم رانی کرتے ہیں، حسن بصریؒ فرماتے ہیں اہل علم زمانہ کے چراغ ہیں اور ہر عالم اپنے زمانے کی روشنی ہے کہ اس کے علم سے اس کے اقران روشنی حاصل کرتے ہیں، اگر عالم نہ ہوتے تو لوگ کوڑے کرکٹ کی طرح ہوتے، حدیث شریف میں آیا ہے، "**سیاتی علی الناس زمان یکون عبادھم جھالا وعلماء ھم فساقا**" عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں عابدین تو جاہل ہوں گے اور علماء کے اندر بے راہ روی رہے گی، امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس امت پر سب سے زیادہ اس عالم سے خائف ہوں جو زبان کا تو عالم ہو مگر دل کا جاہل، سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں علم عمل کو بلاتا ہے اگر آ گیا تو بہتر ورنہ خود چل دیتا ہے، عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ آدمی اس وقت تک عالم رہتا ہے جب تک اسے یہ خیال ہو کہ شہر میں اس سے بھی زیادہ علم والے موجود ہیں اور جب یہ خیال ہو کہ سب سے بڑا میں ہی ہوں تو وہ جاہل ہے۔

یحیی بن معاذؒ فرماتے ہیں عالم جب دنیا کا طالب ہو جاتا ہے تو اس کا رعب جاتا رہتا ہے، مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں میں نے کسی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو عالم اپنے علم سے دنیا طلب کرے اس کی ادنی سزا یہ ہے کہ میں اسے اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔

اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ جب سے الفاظ میں سجاوٹ اور بناوٹ آئی تو قاری وسامع دونوں سے خشوع جاتا رہا، فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں لوگوں کے واسطے عمل کرنا ریا ہے اور لوگوں کی وجہ سے اس کا چھوڑنا گناہ ہے، اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان دونوں سے بچائے، میں کہتا ہوں لوگوں کی وجہ سے عمل ترک کرنے کے معنی یہ ہیں کہ عمل کرنے کی رغبت ایسے ہی مقام پر ہو جہاں کوئی تعریف کرنے والا ہو اور جہاں کوئی تعریف کرنے والا نہ ہو وہاں عمل چھوڑ دے اور سستی کرے، عکرمہؒ فرماتے ہیں میں نے اس شخص سے زیادہ بے وقوف اور کوئی نہیں دیکھا جو اپنی برائی جانتا ہو پھر خواہش کرے کہ لوگ اس کے علم اور صلاحیت کی تعریف کریں، یقیناً دیگر مسلمان بھی اس کے اندرونی فساد و برائی پر مطلع ہو جائیں گے، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کانٹے والا درخت بوئے اور خواہش کرے کہ اس پر کھجور لگیں، امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب کسی نمازی کو کسی کے سامنے گردن جھکائے دیکھتے تو درے لگاتے اور فرماتے تیرا بھلا ہو خشوع تو دل میں ہوتا ہے، ابو امامہؒ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو سجدہ میں رو رہا تھا، تو فرمانے لگے یہ رونا اگر گھر میں ہوتا تو زیادہ بہتر تھا، اس لئے کہ وہاں تجھے اس حال میں کوئی نہ دیکھتا، ابراہیم بن ادہمؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک پتھر کے پاس سے گزرا اس پر لکھا تھا تو اپنے علم کے مطابق عمل تو کرتا نہیں تو زیادتی علم کا کیوں کر خواستگار ہے؟ میمون بن مہرانؒ فرماتے ہیں بغیر باطنی خوبی کے ظاہر کو نیک بنانا بیت الخلاء کی طرح ہے جس کی دیواریں خوب آراستہ ہوں۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں اگر حصولِ علم نیک نیت سے ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں لیکن کچھ لوگ عمل کے لئے نہیں پڑھتے بلکہ دنیا کو شکار کے لئے جال بناتے ہیں، ایک دن سفیان ثوریؒ فضیل بن عیاض کے پاس گئے اور کہنے لگے اے ابو علی! مجھے کچھ نصیحت کیجئے، فضیلؒ نے کہا اے علماء کے گروہ! میں تمہیں کیا نصیحت کروں؟ تم علماء چراغ تھے، شہروں میں تمہاری روشنی تھی، مگر اب تم خود ہی تاریکی وظلمت بن گئے، پہلے تم ستارے تھے کہ لوگ جہالت کی تاریکیوں میں تمہارے ذریعہ راستہ پاتے تھے، مگر اب تم خود ہی حیرانی کا شکار ہو گئے تم حاکموں کے دروازوں پر جاتے ہو اور ان کے فرشوں پر بیٹھتے ہو اور ان کا کھانا کھاتے ہو اور تحفے لیتے ہو پھر مسجدوں میں آ بیٹھتے ہو اور کہتے ہو کہ فلاں بن فلاں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فلاں فلاں روایت نقل کی ہے، مروی ہے کہ سفیان ثوریؒ رونے لگے حتی کہ روتے روتے گلا بند ہو گیا، پھر اٹھ کر چلے گئے، صالح مریؒ فرماتے ہیں جو اخلاص فی العلم کا مدعی ہو اسے مناسب ہے کہ لوگ جب اسے جاہل اور ریا کار کہیں تو اپنا امتحان لے اگر اس کا دل خوش ہو تو سچا ہے اور اگر وہ تنگ دل ہو تو ریا کار ہے اور فرماتے تھے کہ دنیا دار عالم کے پاس بیٹھنے سے بچو، ورنہ وہ تمہیں اپنی بناوٹ کلام سے اور بغیر عمل کے علم اور علماء کی تعریف کر کر کے فریب دے گا، فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں ریا کار عالم کی علامت یہ ہے کہ ان کا علم تو پہاڑوں کی طرح ہو اور عمل برائے نام ذرہ کے برابر ہو، اور فرماتے ہیں اگر عالم علم پر عمل کرے تو اس کی کڑواہٹ معلوم ہو اور پھر کبھی خوش نہ ہو، کیونکہ یہ تمام کا تمام تکلیف ہے، جتنا وہ علم میں ترقی کرے گا اتنا ہی تکلیف بڑھتی ہے۔

Scanned with CamScanner

ہندستانی مسلمانوں کے سماجی مسائل

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی

ہندوستان زمانہ قدیم سے اسلامی تہذیب وثقافت کا گہوارہ رہا ہے، یہ مسلم اقتدار کی طویل تاریخ رکھتا ہے، ان کے علاوہ بھی آج یورپ، امریکہ اور افریقہ کے بہت سے ایسے ممالک ہیں، جہاں مسلمانوں کی قابل لحاظ تعداد آباد ہوچکی ہے اور روز بروز ان کی آبادی میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، اس غیراسلامی نظام حیات میں ان کو بھی اپنے تشخص اور شناخت کی حفاظت، اپنی آئندہ نسل کو مسلمان باقی رکھنے، ان کو صحیح تعلیم وتربیت اور معاشرتی، عائلی اور روزمرہ کی زندگی میں پیدا ہونے والے سنگین حالات درپیش ہیں، پھر نظام حکمرانی کے مختلف ڈھانچے، کہیں جمہوریت ہے اور کہیں شخصی حکومت، کہیں دستور کی بنیاد مذہب پر ہے اور کہیں سیکولرزم پر، کہیں اشترا کی اور کہیں سرمایہ دارانہ نظام ان سے بھی کئی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں، سیاست کا معاشرہ اور معاش دونوں سے گہرا تعلق ہے، آج کی حکومتیں فرد کے ذاتی معاملات اور سماجی رویہ میں بھی دخیل ہیں، اس طرح مسلمان جہاں اور جس ملک میں بھی رہ رہا ہے اور جس نظام کے تحت بھی زندگی گزار رہا ہے وہ اس سے متاثر ہوئے بغیر کئی سنجیدہ سوالات پیدا ہوتے ہیں، جن کا حل اور ان سوالات کا جواب دینا ہوگا، ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم خاص کر ہندوستانی مسلمانوں کے موجودہ حالات اور اس کے پس منظر پر نظر ڈالیں۔

منظر و پس منظر

سلطنت مغلیہ کا زوال اور برطانوی استعمار کا عروج ہندوستانی مسلمانوں کی سماجی، تعلیمی، معاشی، سیاسی تاریخ میں تبدیلی برپا کرنے والا ایک مرکزی نقطہ اور نازک موڑ ثابت ہوا، مغل حکومت کا زوال، محکومیت کا آغاز، آزادی کی جدوجہد، ملک کی تقسیم اور اس کے بعد رونما ہونے والے حادثات، مختلف فکری قوتوں کے ابھار اور نئے ملکی قوانین کے اثرات نے ہندوستانی مسلمانوں کی سماجی، معاشی، تعلیمی، زندگی کو نفسیاتی اضمحلال اور انتشار سے دوچار کردیا جس کے نتیجہ میں خود شکستگی، عدم تحفظ اور بکھراؤ کا احساس پیدا ہوا اور ترقی کی فطری رفتار نہ صرف سست روی کا شکار ہوئی، بلکہ تیز رفتار تغیر پذیر حالات ومسائل امت سمع وطاعت اور باشعور دور اندیش قیادت، نیز مختصر المدت اور طویل المدت منصوبہ بندی کے فقدان نے اسے مزید الجھنوں مین جکڑ دیا، ہندوستانی مسلم سماج کو جہالت، ذات برادری کی تفریق، علاقائی اور لسانی گروہ بندیوں، ملکی اور جماعتی فرقہ بندیوں، شدت پسندی اور فکری جمود کا گھن لگ گیا، اس طرح مسلم سماج مختلف خانوں میں تقسیم ہوتا چلا گیا، مفکرین ومصلحین، شعراء اور علماء ومشائخ نے ٹوٹے بکھرتے مسلم سماج کو سہارا دینے کی کوششیں ہر طرح قابل قدر ہیں، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ طوفان اتنا تیز اور طاقتور تھا اور مریض کی حالت اتنی خستہ کہ ریت کے باندھ اس طوفان کو روک نہ سکے، یوں کہئے کہ سیلاب بلا کے حجم کے مقابلہ میں ہماری کوششیں کمی، کیفی اور قدری تناسب میں ہم آہنگی نہیں رہ سکیں اور توازن جو کامیابی کی کلید ہے قائم نہیں رہ سکا، پھر بھی آج جتنا بھر اور جو کچھ نظر آرہا ہے وہ انہیں بزرگوں کی کوشش کا ثمرہ اور ہمارے لئے قیمتی وراثت ہے، جس پر ہم آگے امت کی تعمیر کا کام انجام دے سکیں گے۔

سماج کی تشکیل کے بنیادی عناصر، عقیدہ، تعلیم، معاش اور انصاف ہیں، عقیدہ اور یقین اصل قوت کا سرچشمہ ہے، جو فکر کو بالیدگی اور عمل کو زندگی بخشتا ہے، جو معاشرہ بنیادی یقین اور حق پر اعتماد سے محروم ہوجائے اور رسم ورواج اور اوہام وخرافات کا شکار ہوجائے وہ تحریک حق کو "کیف نترک ماوجدنا علیہ آبائنا" کہکر رد کردیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ماضی کے ہندوستان میں جو علماء ومصلحین بھی قوم کو اوہام وخرافات اور روایات پرستی کے اندھیروں سے نکال کر نور توحید کی طرف دعوت دینے کھڑے ہوئے، وہ سب وشتم اور تکفیر وتضلیل کے تیروں سے زخمی کئے گئے، پھر بھی قابل مبارکباد ہیں، وہ لوگ جو ان ساری مشکلات کے باوجود اعتقادی اور فکری انحراف کے خلاف آخری دم تک جنگ کرتے رہے، مسلم سماج کے اندر باہمی نفرت، دوری، انتشار، عقیدۂ توحید سے انحراف، وہم پرستی، مشرکانہ ماحول سے قربت اور یورپ سے آئے ہوئے ملحدانہ افکار کے سامنے مرعوبیت کے ساتھ سپر ڈالنے کا برا نتیجہ نکلا، مسلم سماج اخوت ووحدت کا آئینہ ہونے کے بجائے باہمی نفرت وعناد، انتشار وافتراق اور گروہ بندی کا گڑھ بن گیا، مدارس دینیہ کے نصاب اور نظام، تعلیمی میدان میں یکسانیت اور وحدت فکر وعمل پیدا کرنے میں پوری طرح کامیاب نہیں ہوسکے، جدید دانش گاہیں کچھ کلرک، بابو اور افسر تو پیدا کرسکیں، لیکن وہ اسلام کی روشنی اور عہد حاضر کے علوم کو جمع کر کے فکری قیادت فراہم نہیں کرسکیں، بدقسمتی یہ ہے کہ دین ودنیا کی تفریق جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے، ہمارے سماج میں اس طرح گھر کرگئی ہے کہ ہمارا نظام تعلیم دوحصوں میں تقسیم ہوگیا اور مغل اقتدار کے زوال کے بعد جو دوئی (ثنویت) پیدا ہوئی، وہ آج تک قائم ہے، ابھی بھی ہمارے دینی مدارس میں قدیم صالح اور جدید نافع کے امتزاج سے عہد حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ جدید کاری کا عمل ممکن نہیں ہوسکا کہ تعلیم گاہوں سے ایسے فضلاء پیدا ہوں، جو اس عہد کے عالم کی حیثیت سے عہد شناس بھی ہوں اور سرچشمہ علوم نبوت سے بہرہ ور بھی، اسی طرح ہماری دنیاوی دانش گاہیں علوم وفنون جدیدہ کے ماہرین تو کسی درجہ پیدا کرسکیں، لیکن انہیں دین کی حقیقت اور اس کی روح سے آشنا نہیں کرسکیں، سرسید مرحوم بانی علیگڑھ تحریک نے یہ کہا تھا کہ وہ ایسا نظام تعلیم قائم کرنا چاہتے ہیں جس مین ایک ہاتھ میں قرآن ہو تو دوسرے ہاتھ میں سائنس، لیکن ان کا یہ خواب بھی مکمل پورا نہیں ہوسکا، آج بھی شعبۂ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں قائم ہے، لیکن اہل نظر سے مخفی نہیں، زیادہ تر اس میں داخلہ وہی طلبہ لیتے ہیں جو روایتی دینی مدارس سے پڑھ کر آتے ہیں، یونیورسٹی میں اسلامک اسٹڈیز (مطالعات اسلامی) کا شعبہ بھی ہے، لیکن اس کا عمل بھی ایک ''تاریخی یادگار'' کے مطالعہ سے آگے نہیں بڑھ سکا اور اسلامی پیغام کی اہمیت اور موجودہ دور میں اسلام کی رہنمائی اور زندہ مذہب کی حیثیت سے اس کے مطالعہ کا فرض انجام نہیں دیا جاسکا، دوسری طرف آج بہت سارے تعلیمی ادارے مسلمانوں کے زیر انتظام قائم کئے جارہے ہیں، لیکن وہاں بھی دینی تعلیم کا یا نظم ہی نہیں یا ہے تو خانہ پری کی حد تک، اس طرح مدارس اسلامیہ میں جدید سے بے خبری اور جدید دانش گاہوں میں اپنی اساس سے ناآشنائی مسلمانوں کے تعلیمی نظام کا بڑا المیہ بن چکا ہے، ادھر چند سالوں سے اس پہلو پر تھوڑی سی توجہ دی جارہی ہے، مگر وہ آٹے میں نمک کے برابر ہی ہے، تعلیمی میدان میں صنف نازک کو بھی محرومی کا شدید احساس ہے کیونکہ خواتین کی دینی تعلیم کا معقول ومربوط نظم بنانے کی جانب کوئی بڑی پیش قدمی نہیں ہوسکی ہے، اس وقت ملک میں طالبات کی اعلی دینی تعلیم صرف پندرہ مقامات تک محدوم ہے، عصری اور تکنیکی تعلیم میں مواقع، امکانات، مقابلہ کی صلاحیت، وسائل کی بحث سے قطع نظر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ۸۰ر فیصد طلبہ وطالبات کے لئے نہ مراکز مہیا ہیں اور نہ کوئی سہولت، اسی طرح شہری اور دیہی آبادی میں تناسب کے اعتبار سے تکنیکی اور فنی اور تربیتی کورسیز والے مراکز کا قیام، بچوں، بچیوں کے لئے معیاری اسکولوں کا وجود توجہ طلب معاملہ ہے، دینی اور بنیادی تعلیم کے فروغ میں مساجد اہم کردار ادا کرسکتی ہیں، لیکن وہ بھی منقسم ہیں، دینی شعور کی بیداری، صحیح فہم پیدا کرنے کی کوشش، اصلاح ذات البین اور سماج کو درپیش مسائل میں رہبری کا حق ادا نہیں ہورہا ہے، ائمہ مساجد، مسلم سماج کو دینی احکام سے آگاہ وباخبر بنانے میں اپنا رول ادا کرنے سے قاصر رہے ہیں۔

ہمارے سماج کا بڑا مسئلہ ہمارے دیہات اور مسلمانوں کی پسماندہ آبادیاں ہیں جن کی دینی، تعلیمی اور معاشی حالت قابل رحم حد تک خراب ہے، بڑے مدارس اسلامیہ ہوں یا کالجز، میڈیکل اور انجینئرنگ کالج ہوں یا یونیورسٹیز اور جامعات، وہ ان جڑوں میں پانی پہنچانے سے قاصر ہیں جو دور دراز تک پھیلی ہیں، لہذا قوم کا ایک حصہ اگر تعلیم حاصل کر بھی رہا ہے تو قوم کا بہت بڑا حصہ تعلیم کی الف، ب، سے بھی ناآشنا ہے، نتیجہ یہ ہے کہ دین سے دوری، معاشی سست حالی اور سماجی ذلت وخواری ان کا مقدر بن کر رہ گئی ہے۔

ہماری یہ مساجد ہر مسلم آبادی میں بنیادی یونٹ کی حیثیت سے مسلم بچے، بچیوں کی تعلیم وتربیت، مسلمانوں کی سماجی اصلاح، ان میں دینی احساس، اپنی ذات کا شعور اور زمانہ کا شعور بیدار کرسکتی ہیں، بنیادی طور پر ''علم'' سماج کی بقاء، صحت، ترقی اور عروج وفلاح کی نہ صرف ضامن ہے، بلکہ اس کو صحیح سمت میں کمال کی جانب لے جاتا ہے، علم، عقل کی ترقی اور استعمال کے طریقہ بتلاتا ہے، چنانچہ فقہ کے عقلی مناہج میں قیاس، استحسان، استصحاب، استصلاح، سد ذرائع قابل ذکر ہیں، بدلتے سماجی منظر نامے اور وحی الٰہی کی رہنمائی میں عقل سے روشنی حاصل کرنا، عقل وسمجھ کے ساتھ اقدامات کرنا، نئی شکلوں اور جہتوں پر غور کرنا، ترقی کے امکانات ومواقع کا جائزہ لینا، وقتی اور اساسی مصالح میں فرق کرنا، عقل سلیم کا تقاضا ہے، مگر جب عقل کی جدت وجودت کو زنگ لگ جائے اور وحی الٰہی (کو نظر انداز کر کے نقل پرستی میں غلو ہو تو پھر بدلتے حالات میں سماجی ارتقاء اور اصلاح کا عمل رک جاتا ہے، اقبال کی رائے میں اسلام کا ظہور اصلا استقرائی عقل کا ظہور ہے، مگر عقل ہی سب کچھ نہیں، قرآن نے کائنات اور انسان کے ساتھ وحدت مبداء حیات اور زمانہ کے حقیقت ہونے کا تصور دیا کیونکہ زندگی مسلسل حرکت کا نام ہے اور یہی زمانہ کا تصور ہے، سماج کی تشکیل کا تیسرا عنصر معاشی جدوجہد ہے، سرکاری ونیم سرکاری ملازمین اور ان میں تناسب، ملکی وبین الاقوامی تجارت، صنعت، سرمایہ کی فراہمی، قرضوں کا حصول اور سود پر مبنی نظام معشیت کی پیدا کی ہوئی دشواریاں وقرضوں کی شکلیں، زراعت، پرائیوٹ ملازمت، تدریس، فوج، سول سروسز کی ملازمت، بیرون ہند کی ملازمتیں اور ان سے پیدا ہونے والے مسائل، بہتر معیار زندگی اور معاشی فلاح کے لئے سماج کے باصلاحیت افراد کا غیرملکوں کی طرف ہجرت اور Migration کا بڑھتا ہوا رجحان، پیدوار، محنت، معاشی تگ ودو کے نئے مواقع وامکانات، مقابلہ وغیرہ کے تہہ درتہہ ایسے ایسے مسائل ہیں جو اپنی دشواریوں اور اثرات کے اعتبار سے غیرمعمولی کے مستحق ہیں، اس کے ساتھ مہارت رکھنے والے اور نہ رکھنے والے بے روزگاروں کا ہجوم بھی ہے، جو رزق کی تلاش میں سرگرداں ہیں، ماہرین معاشیات کے تجربے، رپورٹیں، مسلمانوں کی غربت وافلاس کی واضح تصویر پیش کرتی ہیں، سرمایہ کاری سے متعلق مسائل بھی اہمیت کے حامل ہیں، سرمایہ کاری کی پاک، حلال اور زیادہ نفع بخش اور محفوظ شکلیں اور امکانات کیا ہیں، مسلم سماج تجارتی وصنعتی میدان میں رہنمائی کا خصوصی طور پر منتظر ہے تاکہ اقتصادی ترقی کی سمت پیش رفت ہوسکے، سماج کا چوتھا تشکیلی عنصر عدل اجتماعی ہے، واقعہ یہ ہے کہ مسلم معاشرہ انصاف اور عدل اجتماعی کے تقاضوں سے بڑی حد تک خالی ہے، کمزوروں، محتاجوں، یتیموں، بیواؤں، بیماروں کی جیسی چاہے دست گیری، مظلوموں کی مدد اور بھوکوں اور تعلیم سے ناآشنا انسانوں کی جانب پوری توجہ کا فقدان ہے، سماجی انصاف کا مفہوم دھندلا ہوچکا ہے، سدھار سے انکار اور موجودہ حالت پر اصرار کی روش عام ہے، مسلم سماج کو غلو، تشدد، تحقیر وتنقیص، غربت واسراف، احساس کمتری، ظلم، استحصال، جہالت، گروہ بندی اور تعصب نے چہار جانب سے گھیر لیا ہے، گویا وہ تضادات کا مجموعہ ہے، اس صورت حال کی اصل وجہ حیویت وفعالیت کی کمی، مقاصد سے انحراف، جزئیت پسندی اور سلبیت کی زیادتی ہے۔

سماجی ترقی کی فکر اور اس کے لئے سرگرمی کا اشارہ حدیث نبوی سے ملتا ہے، امام بخاری نے ادب مفرد میں روایت کی ہے کہ وہ مسلمان جو عوام سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی جانب سے پہنچنے والی تکلیفات پر صبر کرتا ہے، وہ یقیناً اس مسلمان سے بہتر ہے جو نہ عوام سے رابطہ رکھے اور نہ ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفات کو برداشت کرے، "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: المومن الذی یخالط الناس ویصیر علی اذاھم خیر من المومن الذی لایخالط الناس ولایصیر علی اذاھم" (رواہ البخاری فی الادب المفرد والحاکم فی المستدرک)

لہذا جب سماج میں فساد وفتنہ اور معصیت عام ہو تو سماج سے مربوط رہنا اور اس کی اصلاح کی کوشش کرنا افضل واولیٰ ہے، گوشہ نشینی، غمِ ذات میں گم رہنا اور حصار ذات میں محصور رہنا ہرگز افضل نہیں، کیونکہ نبیوں کا طریقہ واسوہ سماج سے میل جول اور ان کی اصلاح ودرستگی اور ان کے حالات پر فکرمند ہونے کا ہے۔

Scanned with CamScanner

سیرت نبویؐ اور عالمی امن

ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیائے انسانیت فتنہ وفساد اور بدامنی وانتشار کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، کہیں دولت واقتدار کی جنگ تھی تو کہیں خاندانی ونسلی برتری کا تصادم، کہیں خواہشات کی تکمیل کے جھگڑے تھے، تو کہیں جھوٹی انا کے معرکے، ایران وروم اس عہد کی دو بڑی طاقت تھے، ان کی باہمی جنگیں محض اپنے حدود واختیارات کی توسیع اور ایک دوسرے کو زیر نگیں بنانے کی ہوس پر مبنی تھیں، قرآن کریم کی سورۃ الروم میں اس جنگ کی طرف واضح اشارہ موجود ہے، ہندوستان میں طبقاتی کشمکش جو برہمن، ویش، چھتری اور شودر کے درمیان برپا تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ انسانی حقوق اور عزت وشرف سے بعض طبقات محروم رکھے گئے تھے اور دوسرے بعض اس کے اجارہ دار بن گئے تھے، یورپ وایشیا کے ممالک میں سربرآوردہ لوگوں اور مملکت کے کارپردازوں کا طبقہ دوسرے طبقات کو اپنی خدمت وراحت کا آلہ کار بنائے ہوا تھا، جزیرۂ عرب میں قبائلی منافرت اور خاندانی جنگیں پشتہا پشت تک لڑی جاتی تھیں، انتقام در انتقام کا سلسلہ کسی حد پر رکنے کا نام نہ لیتا تھا، بدامنی کا عام ماحول تھا، نہ کسی کی جان کو تحفظ حاصل تھا اور نہ کسی کی عزت وآبرو محفوظ تھی، نہ سفر مامون تھا اور نہ گھر، ان حالات میں توریت وزبور اور انجیل کی خدائی تعلیمات یقیناً موجود تھیں، مگر ان کے حاملین ومتبعین نے ان کو اس حد تک غبار آلود کردیا تھا، کہ ان کی روشنی میں امن وامان اور عدل وسلامتی کی راہ دکھائی دینا تو درکنار خود ان کتابوں اور ان کے لانے والے انبیاء کی اصل سیرتوں کا پہچاننا مشکل ہوگیا تھا، دنیا جانتی ہے کہ چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی ظلم وجاہلیت فتنہ وفساد اور اضطراب وانتشار میں گھری ہوئی تھی اور اسی لئے مؤرخین اسے عہد تاریک قرار دیتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلامی دعوت جب مکہ مکرمہ میں عام ہوئی تو گو کہ اس کا مرکزی نکتہ اللہ کی عبادت اور طاغوت سے برأت تھا، تاہم اس کے پہلو میں سماجی وسیاسی، مقامی وعائلی مسائل ومشکلات کے حل موجود تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی توسیع واستحکام میں عالمی امن کی ضمانت موجود تھی، چنانچہ اسلام کا حلقۂ اثر جیسے جیسے بڑھتا گیا بدامنی اور جنگ وجدال کے اثرات محدود ومختصر ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ظلمت پسند کافروں نے جتنی جنگیں مسلط کیں، ان سب میں وہ خود ہی پسپا ہوئے اور ہر جنگ مسلمانوں کے حوصلے بلند کرتی چلی گئی، ان جنگوں میں بجا طور پر مسلمانوں کو یہ ہدایت تھی کہ وہ حملہ آوروں کا دلجمعی کے ساتھ مقابلہ کریں، ان کی کثرت تعداد کو دیکھ کر گھبرائیں نہیں اور شکست خوردگی کا احساس لے کر صلح کی درخواست نہ کریں، کیونکہ یہ براہ راست ہزیمت کی ایک شکل ہوگی، ارشاد ربانی ہے کہ: ’’تو تم ہمت نہ ہارو اور دشمنوں کو صلح کی دعوت نہ دو اور تم تو غالب ہو‘‘ (محمد: ۳۵) مگر اسی کے ساتھ یہ حکم بھی دیا گیا تھا کہ اگر یہ جنگ جو مشرکین خود ہی جنگ کا ارادہ ترک کرکے صلح کی درخواست کریں تو اپنی طاقت کا مظاہرہ نہ کرو اور نہ اس بات کی پرواہ کہ یہ صلح کرکے پھر مکر جائیں گے اور نئی طاقت کے ساتھ جنگ کریں گے، بلکہ تم صلح کرو اور معاملہ اللہ پر چھوڑ دو، فرمایا گیا: ’’اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہوجاؤ اور خدا پر بھروسہ رکھو‘‘ (الانفال: ۶۱) دوسری جگہ فرمایا کہ ’’پھر اگر وہ تم سے جنگ کرنے سے کنارہ کشی کریں اور لڑیں نہیں اور تمہاری طرف پیغام صلح بھیجیں تو خدا نے تمہارے لئے ان پر زبردستی کرنے کی کوئی سبیل مقرر نہیں کی‘‘ (النساء: ۹) یہ احکام اس لئے دئے گئے تاکہ بدامنی اور جنگ وجدال کا ماحول ختم ہو اور امن وامان قائم ہوسکے اور اسلام جو قیام امن کا ہی داعی ونقیب ہے، قیام امن کے لئے اگر مفسد طاقتوں کا مقابلہ ناگزیر ہوجائے اور طاقت کے استعمال کے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آئے تو جنگ سے گھبرانا نہیں چاہئے، لیکن اگر جنگ کے بغیر امن قائم ہوسکتا ہو تو جنگ چھیڑنا نہیں چاہئے، اگر نبی صلی اللہ علیہ سلم کی زیر قیادت لڑی جانے والی تمام جنگوں کے مقتولین کے اعداد وشمار جمع کئے جائیں، پھر دنیا کی دوسری تاریخی جنگوں کے اعداد وشمار سے ان کا موازنہ کیا جائے تو یہ حیرتناک انکشاف ہوگا کہ دنیا کی کسی تاریخی جنگ میں اس سے کم جانی ومالی نقصان نہیں ہوا، پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء-۱۹۱۸ء میں تقریباً پچاسی لاکھ انسان مارے گئے جن میں صرف روس کے ۱۷ر لاکھ انسان تھے، دوسری جنگ عظیم ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء میں تقریباً ۵ر کروڑ انسانوں کا قتل ہوا اور ان کا حاصل کچھ بھی نہ تھا، جبکہ عہد نبوی کی تمام جنگوں کے مقتولین وشہداء کی تعداد صرف ایک ہزار سے کچھ زیادہ ہوگی، اس کی وجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم تھا کہ بچوں، بوڑھوں، عورتوں پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے اور میدان چھوڑ کر جانے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے، زراعت ومویشی اور درختوں کو برباد نہ کیا جائے، ایک غزوہ میں لشکر اسلام کے بعض مجاہدین نے دشمن قبیلہ کی چند بکریاں لوٹ لیں اور ان کو ذبح کرکے ہانڈیاں چڑھادیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو آپؐ نے حکم دیا کہ تمام ہانڈیاں الٹ دی جائیں، چنانچہ ساری ہانڈیاں الٹ دی گئیں (ابوداؤد، کتاب الجہاد) سچ پوچھئے تو اخلاق جنگ کا درس پہلی مرتبہ نبی کرم صل اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دیا، خود نبیؐ کے مزاج مبارک میں عفو ودرگذر، نرمی، صلح جوئی اور امن وسلامتی آشتی واخوت بے پناہ تھی، قرآن اس کا اعتراف ان لفظوں میں کرتا ہے: ’’(اے محمدؐ) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد مزاج ان لوگوں کے لیے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے تو ان کو معاف کردو اور ان کے لیے مغفرت مانگو‘‘ (آل عمران: ۱۵۹) منصب کی نازک ترین ذمہ داری نے اس مزاج کو مزید مجلّٰی ومصفّٰی کردیا تھا آپ نے کبھی اس کا اظہار نہیں کیا آپ امن وسلامتی کی جگہ، جنگ وتصادم پر یقین رکھتے ہیں، منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے کے واقعات بھی اس پر شاہد ہیں، چنانچہ یمن کا ایک تاجر مکہ کپڑا بیچنے آتا ہے، مکہ کے کچھ لوگ اس سے کپڑا تو لے لیتے ہیں، مگر قیمت نہیں چکاتے، تاجر اپنے کپڑے کا دام وصول کرنے کے لئے در در کی خاک چھانتا ہے اور ناکام ونامراد ہوتا ہے، اس ظلم وتعدی کو کچھ حساس لوگ محسوس کرتے ہیں اور عبداللہ بن جدعان کے گھر پر دعوت کے بہانے جمع ہوتے ہیں اور اس میں اس بات کا عہد کرتے اور قسم کھاتے ہیں کہ آئندہ ہم اپنے یا باہر سے آنے والے کسی تاجر کے ساتھ ظلم نہیں ہونے دیں گے اور ان لوگوں کا محاسبہ کریں گے جو اس طرح کی حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہیں، محمد عربیؐ اس مجلس میں دل وجان سے شریک اور موجود ہیں، منصب نبوت پر سرفراز ہونے کے بعد اس واقعہ کا مسرت اور جوش کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر آج بھی مجھے اس جیسے معاہدہ کے لئے بلایا جائے تو میں اسے سرخ اونٹ پر ترجیح دوں گا،’’میں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر حلف الفضول میں شریک ہوا ہوں، اگر اسلام میں بھی مجھے اس کے لئے بلایا جائے تو میں اسے سرخ اونٹ پر ترجیح دوں گا‘‘ (سیرت ابن ہشام) یہ واقعہ تاریخ میں حلف الفضول کے نام سے معروف ہے، دوسری مثال یہ ہے کہ سیلاب کی وجہ سے ایک بار خانہ کعبہ کی دیواروں میں شگاف پڑ گیا، اصحاب الرائے اس نتیجہ پر پہونچے کہ دیواروں کو منہدم کرکے ان کی از سر نو تعمیر کی جائے، کام شروع ہوگیا، جب دیوار اتنی اوپر اٹھی کہ اب اس میں روایتی حجر اسود کو نصب کیا جائے تو سارے قبائل تنصیب حجر اسود کا شرف حاصل کرنے کے لئے آپس میں لڑ پڑے نوبت یہاں تک پہونچی کہ تلواریں نیام سے باہر آگئیں اور لوگ مرنے مارنے پر تل گئے، اسی اثناء میں یہ رائے آئی کہ آج یہ معاملہ رہنے دیا جائے، کل صبح سویرے جو شخص حدود کعبہ میں نظر آئے، اسی کو فیصلہ کن مان لیا جائے اور لوگ اس بات پر متفق ہوگئے، اگلے دن صبح سویرے جب لوگ وہاں پہونچے تو محمد عربیؐ کو موجود پایا اور انہوں نے جو فیصلہ کیا وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے، محمد عربیؐ نے ایک چادر منگوائی، حجر اسود کو اس چادر میں رکھ دیا اور ہر قبیلہ کے سرداروں سے کہا کہ وہ چادر کا ایک ایک کونہ تھام لیں، چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا، پھر آپ نے حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھ دیا، اس طرح ہر قبیلہ نے تنصیب حجر اسود کا شرف حاصل کرلیا، ہر شخص مطمئن ہوگیا اور ایک خوں ریز تصادم ٹل گیا، یہی محمد عربی کا مزاج تھا اور یہی آپ کا پیغام تھا۔

طلوع نبوت کے بعد کفار ومشرکین نے امن وسلامتی پر مبنی اسلامی دعوت کو اپنے مشرکانہ مذہب، ظالمانہ سماج اور مفسدانہ نظام کے خلاف ایک چیلنج سمجھا اور اس کی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے، داعی اسلام محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستایا، ان کے قتل کا منصوبہ بنایا، ان کے ساتھیوں کو زدوکوب کیا اور ہر طرف دہشت گردی کا ماحول برپا کردیا، جہاں کوئی شخص رجعت پسندی کے بجائے کلمۂ حق کا اظہار کرتا تو دشنام طرازیوں اور ایذا رسانیوں کے خارداروں میں دھکیل دیا جاتا، چنانچہ ایک مرتبہ آپ خانہ کعبہ کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، اسی اثنا میں حضرت خباب بن ارت حاضر ہوئے اور کفار کے ظلم وستم، تشدد وتباہ کاری اور مردم آزاری کا شکوہ کرکے اللہ سے ان حالات کو بدلنے کے لئے دعا کی درخواست کی تو آنجناب نے ماضی کے انبیائی واقعات کا ایک دفتر کھولا، ظلمت پسندوں کے مظالم اور انبیاء کرام کے صبر واستقامت کا حوالہ دیا اور فرمایا: ’’ایک دن آئے گا جب صنعا سے لے کر حضر موت تک ایک عورت تنہا سفر کرے گی اور اسے خدا کے علاوہ کسی اور کا خوف نہ ہوگا‘‘، ایک ایسے زمانہ میں جبکہ آدمی اپنے گھر میں شب خوں کے خوف سے لرزہ براندام رہتا ہو اور تنہا سفر کرنے کو ہلاکت کا ذریعہ سمجھتا ہو، نبی اکرمؐ کی یہ پیشن گوئی عجیب وغریب معلوم ہوئی، چنانچہ بعض صحابہ نے حیرت سے پوچھ ہی لیا کہ اس دن بنی حاتم کے راہزن کہاں چلے جائیں گے؟ لیکن دنیا نے یہ دیکھ لیا کہ صرف تئیس سالوں میں یہ پیشن گوئی حرف بحرف پوری ہوئی اور خود بنی حاتم کے راہزن اندھیری رات کے نہتے مسافروں اور مال وثروت سے لدے پھندے تاجروں کے لئے راہنما اور کی خدمت انجام دینے لگے، چنانچہ ایک صحابی رسولؐ نے مدنی زندگی میں حالات کی انقلابی تبدیلی کو محسوس کیا اور کہا کہ خدا کی قسم وہ وقت آگیا، سوال یہ ہے کہ یہ کیسے ممکن ہوا اور یہ حالات کیونکر بدلے، اس کے لئے کیا احوال وطریقۂ کار اپنائے گئے اور کس طرح اقدامات کئے گئے، ان سوالوں کے جوابات سیرت وتاریخ اور قرآن وحدیث سے بہ تفصیل ہمیں ملتے ہیں، آپ نے دنیا کو امن وسلامتی عطا کرنے کے لئے اصولی اور عملی دونوں طرح کے اقدامات کئے، بدامنی کے اسباب پر نظر ڈالی اور ان کا سدباب کیا، اس کی جگہ امن وسلامتی کے اصول رائج کئے، بدامنی کے مظاہر کو ختم کیا اور امن وآشتی کے احکام مقرر فرمائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام امن کے لئے ہر شعبہ زندگی میں صالح انقلاب برپا کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدامنی اور فتنہ وفساد کے تدارک کے لئے صرف اخلاقی اور اصولی نوعیت کی پابندی ہی عائد نہیں کی، بلکہ حدود وتعزیرات کی وہ ربانی دفعات بھی مقرر فرمائیں جن کی مدد سے شر، فساد اور بدامنی پر قابو پایا جاسکے اور اس کے بڑھتے ہوئے اثرات کو روکا جاسکے، چنانچہ آپ نے چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ڈاکہ زنی کی سزا ہاتھ پاؤں کا مخالف سمت سے کاٹنا، زنا کی سزا سو کوڑے، قتل وبغاوت کی سزا گردن زدنی اور ظلم وتعدی کی سزا برابر کا انتقام مقرر فرماکر عام انسان کو پرامن رکھنے کی مؤثر تدبیر فرمائی، برائیوں اور بے حیائیوں کی اشاعت پر بھی آپ نے پابندی لگائی اور اسے قابل سرزنش جرم قرار دیا تاکہ انسانی معاشرہ میں امن قائم رہے، مثال کے طور پر فساد فی الارض، راہزنی اور لوٹ مار کو لیجئے جو کسی بھی ملک اور معاشرہ میں بدامنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہوتا ہے، اسلام نے اس کا سختی سے مقابلہ کرنے کا حکم دیا اور قرآن میں اس کی سزا انہایت عبرتناک مقرر کی گئی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کے لئے تگ ودو کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ ڈالے جائیں یا وہ ملک بدر کئے جائیں، یہ ذلت ورسوائی تو ان کے لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لئے اس سے بڑی سزا ہے۔

اگر راہزن، فسادی اور ڈاکوؤں کو یہ معلوم ہوجائے کہ ان کے جرائم کی پاداش میں مذکورہ عبرتناک سزائیں دیجائیں گی تو ہرگز وہ امن عامہ کو برباد کرنے کی جرأت نہیں کریں گے اور اگر کسی معاشرہ میں چوروں کو یہ احساس ہوجائے کہ وہ چوری کرنے کے نتیجہ میں ہمیشہ کے لئے ایک ہاتھ سے محروم کردئے جائیں گے تو وہ لازماً اپنے ہاتھ کی حفاظت کو دوسرے کا مال اچکنے پر ترجیح دیں گے، اس طرح معاشرہ میں چوری کی واردات کم ہی نہیں، بلکہ ختم ہوجائیں گی، ان سزاؤں کا خوف اگر ایک طرف جرم کی جرأت وجسارت کی کمر توڑ دیتا ہے تو دوسری طرف معاشرہ میں عبرت ونصیحت کا عمومی ماحول پیدا کردیتا ہے۔ غرضیکہ اسلام نے جرائم کی نوعیت کے لحاظ سے سزاؤں کا جو معیار مقرر کیا ہے اس میں فرد اور معاشرہ دونوں کی امن وسلامتی کا راز مضمر ہے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعداللہ قاسمی

سیز فائر کی قرارداد ویٹو کرنے سے اقوام متحدہ کی ساکھ کمزور ہوئی: انتونیو گوتریس

سیکریٹری جنرل اقوام متحدہ انتونیو گوتریس نے کہا ہے کہ امریکا کی جانب سے سیز فائر کی قرارداد ویٹو کرنے کے معاملے پر سلامتی کونسل کا اختیار اور ساکھ بری طرح کمزور ہوئے ہیں، خبر رساں ادارے 'اے ایف پی' کی رپورٹ کے مطابق قطر میں سربراہان کے اجلاس سے خطاب کے دوران انہوں نے کہا کہ میں یہ وعدہ کرسکتا ہوں کہ میں ہار نہیں مانوں گا، قطر، جہاں حماس کی اعلیٰ قیادت مقیم ہے، کا کہنا تھا کہ وہ سیز فائر کے لیے کام کررہے ہیں، جیسے کہ اس سے قبل ایک ہفتہ طویل جنگ بندی کے لیے انہوں نے گزشتہ ماہ ثالثی میں مدد کی تھی، جس کے نتیجے میں 80 اسرائیلی اور 240 فلسطینی قیدیوں کو رہا کیا گیا، قطری وزیر اعظم شیخ محمد بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ اسرائیل کی بے رحمانہ بمباری جنگ بندی کے حوالے سے پیش رفت کے امکانات کو محدود کررہی ہے (ایجنسی)

مہادیو سٹہ بازی ایپ کا شریک بانی دبئی میں گرفتار، رابطے میں انڈین ایجنسیاں

مہادیو بیٹنگ (سٹہ بازی) ایپ کیس کے دو اہم ملزمین میں سے ایک روی اُپل کو دبئی میں گرفتار کیا گیا ہے، سرکاری ذرائع کے مطابق دبئی پولیس نے یہ کارروائی ای ڈی کی اپیل اور انٹرپول کے جاری کردہ ریڈ نوٹس کی بنیاد پر کی ہے، ذرائع کے مطابق روی اپل کو گزشتہ ہفتے دبئی میں حراست میں لیا گیا تھا، اور ای ڈی کے اہلکار اسے ہندوستان بھیجنے کے لیے دبئی کے حکام سے رابطے میں ہیں، چھتیس گڑھ اور ممبئی کی پولیس اپل کے خلاف تحقیقات کررہی ہے، وہیں ای ڈی مہادیو بیٹنگ ایپ سے متعلق منی لانڈرنگ کیس کی جانچ کررہی ہے، روی مہادیو ایپ کیس کے اہم ملزم سوروچندراکر کا ساتھی ہے، مہادیو بک ایپ بیٹنگ کے لیے آن لائن پلیٹ فارم مہیا کراتی ہے، ہندوستان میں اس پر پابندی لگادی گئی ہے؛ لیکن یہ دوسرے ممالک میں جاری ہے، چھتیس گڑھ کے رہنے والے چندراکر اور اس کے ساتھی روی اپل دبئی سے اسے چلاتے ہیں، ان دونوں کیخلاف لک آؤٹ سرکلر جاری کردیا گیا تھا (ایجنسی)

دنیا ساتھ دے نہ دے، ہم حماس کے خلاف جنگ جاری رکھیں گے: اسرائیل

اسرائیلی وزیر خارجہ ایلی کوہن نے زور دے کر کہا ہے کہ اس مرحلے پر جنگ بندی پر اتفاق کرنا ایک غلطی ہوگی اور اسرائیل عالمی برادری کی حمایت کے ساتھ یا اس کے بغیر حماس کے خلاف اپنی جنگ جاری رکھے گا۔ کوہن نے کہا کہ اسرائیل حماس کے خلاف جنگ جاری رکھے گا، چاہے بین الاقوامی حمایت ملے یا نہ ملے۔ انہوں نے مزید کہا کہ موجودہ مرحلے پر جنگ بندی حماس دہشت گرد تنظیم کے لیے ایک تحفہ ہوگی اور اس سے اسرائیل کی آبادی کو دوبارہ خطرہ لاحق ہوگا، رائٹرز کی رپورٹ کے مطابق کوہن نے بین الاقوامی برادری سے عالمی جہاز رانی کے راستوں کی حفاظت کے لیے "مو؟ ثر اور فیصلہ کن طریقے سے" کام کرنے کا بھی مطالبہ کیا (ا ایجنسی)

تعلیم وروزگار

سی بی ایس ای کے 10ویں اور 12ویں کے امتحانات 15 فروری سے

سینٹرل بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن (سی بی ایس ای) کے 10ویں اور 12ویں جماعت کے امتحانات 15 فروری سے ایک ساتھ ہوں گے، سی بی ایس ای کے امتحانات کا اعلان دو ماہ قبل کیا گیا تھا، بورڈ کا کہنا ہے کہ امیدواروں کو تیاری کا وقت دینے کے لیے امتحانات کی ڈیٹ شیٹ کا پہلے سے اعلان کیا جارہا ہے، اس کے علاوہ امتحانات کے درمیان مناسب دنوں کا وقفہ بھی دیا گیا ہے، دونوں امتحانات صبح 10.30 بجے سے دوپہر 1.30 بجے تک ہوں گے، بی ایس ای کی طرف سے اعلان کردہ 10ویں جماعت کی ڈیٹ شیٹ کے مطابق 10ویں کلاس کے امتحانات 15 فروری سے شروع ہوں گے اور 13 مارچ 2024 تک جاری رہیں گے، اسی طرح 12ویں جماعت کے امتحانات 15/فروری سے شروع ہوکر 2/اپریل 2024 تک جاری رہیں گے، ڈیٹ شیٹ کے مطابق دسویں جماعت کے اہم مضامین کے امتحانات 21 فروری سے شروع ہوں گے (نیوز سروس)

جے ایس ایس سی، سی جی ایل امتحان اب 21 اور 28 جنوری کو

جھارکھنڈ اسٹیٹ اسٹاف سلیکشن کمیشن نے (J S S C) جھارکھنڈ جنرل گریجویٹ کوالیفائیڈ کمپیٹیو ایگزامینیشن 2023 (CGL) کے لیے نئی تاریخوں کا اعلان کیا ہے، امتحان ملتوی ہونے کے اگلے ہی دن نئی تاریخ کا اعلان کردیا گیا ہے، اب امتحان نئے سال کے پہلے مہینے یعنی جنوری میں ہی 21 اور 28 جنوری کو لیا جائے گا، جے ایس ایس سی نے امتحان کی تاریخ سے متعلق سرکاری ویب سائٹ پر ایک نوٹیفکیشن جاری کرکے یہ جانکاری دی ہے، یہ امتحان ریاست بھر کے مختلف امتحانی مراکز میں لیا جائے گا، معلوم ہوا ہے کہ اس سے قبل 16-17 دسمبر کو ہونے والا امتحان ملتوی کردیا گیا تھا؛ کیونکہ ایجنسی نے امتحان کے انعقاد سے عاجزی کا اظہار کیا تھا، جھارکھنڈ اسٹیٹ اسٹاف سلیکشن کمیشن (JSSC) کو 2000 آسامیوں پر تقرری کے لیے جھارکھنڈ کامن گریجویٹ کوالیفائیڈ کمبائنڈ کمپیٹیو ایگزامینیشن 2023 کا انعقاد کرنا ہے؛ لیکن ان آسامیوں کے لیے 2015 سے اب تک چار بار درخواستیں لی جاچکی ہیں اور 7 بار امتحان ملتوی کرنا پڑا ہے، یہ صورتحال صرف مقابلہ جاتی امتحان کے لیے ہے، مختلف وجوہات کی بنا پر کمیشن کی جانب سے اشتہار کینسل ہوتے رہے اور بالآخر رواں سال 20 جون سے 3/اگست تک درخواستیں بھری گئیں جس میں پہلے درخواست دینے والے امیدواروں کو عمر کی حد اور امتحانی فیس میں بھی رعایت دی گئی، امید کی جارہی تھی کہ کمیشن اس بار امتحان کے انعقاد میں کامیاب ہوگا؛ لیکن سال کے آخری مہینے میں، 10/دسمبر تک ایڈمٹ کارڈ جاری نہیں کیا گیا تھا، پھر اچانک JSSC نے ایک نوٹس جاری کیا اور 16-17 دسمبر کو ہونے والے امتحان کو ملتوی کردیا، نوٹس میں کہا گیا ہے کہ ایجنسی امتحان کرانے سے قاصر ہے، اس کو لے کر طلبہ میں کافی ناراضگی پائی جارہی ہے، طلبہ کا کہنا ہے کہ آدھی تیاری کرکے امتحان کی تاریخ؛ کیوں جاری کی جاتی ہے، امتحان کی تاریخ پوری تیاری کے ساتھ کیوں جاری نہیں کی جاتی؟ یہاں طلبہ کے احتجاج کو دیکھتے ہوئے کمیشن نے امتحان کی تاریخ جاری کردی ہے (رپورٹ)

دارالقضاء ملک کے عدالتی نظام کا معاون ومددگار رہے: حضرت امیر شریعت

دار العلوم نعمانیہ شیشہ گاچھی، پوا خالی ضلع کشن گنج میں دار القضاء کا قیام

اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان وکرم ہے کہ اس نے ہمیں نظام عدل کے قیام کی توفیق بخشی، دارالقضاء نظام اسلامی کا وہ شعبہ ہے جہاں قرآن وسنت کی روشنی میں کم وقت اور کم خرچ میں مظلوم کو انصاف مل جاتا ہے، ہم اپنی زندگی میں وہ کام کریں جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہو، ان باتوں کا اظہار مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے مورخہ ۱۰/دسمبر ۲۰۲۳ء روز اتوار کو قیام دار القضاء امارت شرعیہ کے عظیم الشان افتتاحی اجلاس سے دارالعلوم نعمانیہ شیشہ گاچھی، پواخالی، ضلع کشن گنج میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ نے اپنے بلیغ خطاب میں فرمایا کہ آپ حصول انصاف کے لئے ایسی جگہوں کا رُخ نہ کریں جس سے اللہ ناراض ہوجائے، بلکہ ایسی جگہوں کا انتخاب کریں، جہاں قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی انصاف ملے، اگر آپ دارالقضاء میں ہار بھی گئے تو صبر اور رضاء الٰہی کا ثمرہ آخرت میں ملے گا، اور آپ ڈبل مبارک بادی کے مستحق ہوں گے، آپ نے مجمع کو احساس دلایا کہ دارالقضاء طلاق کا سینٹر نہیں ہے، بلکہ تمام مسائل کے حل کے لئے ایک اسلامی پلیٹ فارم ہے۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ دارالقضاء کا نظام ملک کے عدالتی نظام کا معاون ومددگار رہے یہ کوئی متوازی ادارہ نہیں ہے، بلکہ حصول انصاف کا سہل اور آسان راستہ ہے۔ مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے کہا کہ آج ہم لوگ جس بلاک کے پروگرام میں شریک ہیں، یہ ہندوستان میں تعلیم کے اعتبار سے سب سے زیادہ پسماندہ ہے، اس بلاک میں تعلیم کی اشد ضرورت ہے، آپ نے لڑکوں کی تعلیم کے ساتھ لڑکیوں کی تعلیم کے حصول کی فکر دلاتے ہوئے کہا کہ آپ اس سلسلہ میں تحریک اور بیداری لائیں۔ آپ نے سود کی قباحت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ حرام لقمہ ہے، اس سے بچا جائے، آپ نے مزید کہا کہ آج عورتوں کو بلاک میں بلا کر لون دیا جارہا ہے، آپ اس سے ہوشیار رہیں، سود کے ساتھ بے حیائی اور نشہ خوری سے سماج کو بچنے کی ترغیب دی۔ مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اختلاف فطری شئی ہے، اس سے آدمی بچ نہیں سکتا، لیکن عناد اور کینہ پروری ایک قبیح چیز ہے، اس سے اپنے قلب کو پاک وصاف رکھیں، دارالقضاء حصول انصاف کی بہترین جگہ ہے، آپ نے اپنے تفصیلی خطاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر خلفاء راشدین کے تصفیہ کو مثال سے پیش کیا، اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے حوالہ سے فرمایا کہ تھوڑی دیر انصاف میں وقت لگا دینا ساٹھ سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے۔ مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے اولاد کے حقوق سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ والدین کو اولاد کی تعلیم وتربیت کی فکر وقت کی ضرورت ہے، آپ نے قرآن کے حوالہ سے انبیاء کے قصہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک نبی نے اپنے بیٹے سے سوال کیا کہ میرے بعد کس کی عبادت کروگے، یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ والدین اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت عقائد وغیرہ کا خاص خیال رکھے۔ مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام میں عورتوں کا جو مقام ومرتبہ ہے وہ دیگر ادیان میں نہیں ہے، آپ نے بچیوں کی پیدائش کو رحمت قرار دیا، اور ہزاروں سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ افسوس کی بات ہے کہ ہر سال بیس لاکھ بچیوں کا اسقاط حمل ہوتا ہے اور سروے کے مطابق ۵/سال میں ایک کروڑ لڑکیوں کا اسقاط حمل ہوا۔ مذہب اسلام ایسا مذہب ہے جس نے لڑکیوں کی پرورش پر والدین کو جنت کی بشارت دی ہے۔ اسی کے ساتھ آپ نے زوجین کے حقوق کو قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل بیان کیا۔ مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی معاون قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء نے اپنے خطاب میں کہا کہ امارت شرعیہ اور خصوصا دارالقضاء اس روئے زمین پر اللہ کی بڑی نعمت ہے، آپ نے اکابرین امارت شرعیہ خصوصا مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کی فکر کو بیان کیا کہ ان کی محنت سے پچیس ہزار وہ لوگ جس کے قلب سے ایمان سلب ہو چکا تھا، توحید کی دعوت دے کر حلقہ اسلام میں داخل کیا، آپ نے قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیری اور سیمانچل میں علم کی شمع روشن کرنے والی عظیم شخصیت حضرت مولانا منور حسینؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ بہار میں ان اکابر کے تذکرہ کئے بغیر یہاں کی تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی ہے، آپ نے قضایا خلفاء راشدین وغیرہ کو تفصیل سے بیان کیا۔ مولانا محمد ارشد قاسمی قاضی شریعت انجمن اسلامیہ کشن گنج نے کہا کہ دارالقضاء میں کم وقت اور کم خرچ میں اس لئے معاملہ حل ہوجاتا ہے کہ یہاں فریقین خود آکر بیان دیتے ہیں، درمیان میں کوئی واسطہ نہیں بنایا جاتا ہے۔ جناب مولانا مفتی وصی احمد قاسمی قاضی شریعت پھلواریہ ہاٹ، کشن گنج نے کہا کہ قرآن کریم کے جو احکام ہیں، اس قوانین پر عمل کئے بغیر ہم کامیاب وبامراد نہیں ہوسکتے۔ بعدہ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے مولانا محمد فضل اللہ رحمانی کے سر پر قضاء کی دستار باندھی اور حلف دلاتے ہوئے ان کو قاضی شریعت مقرر کیا۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

تعلیم یافتہ، صحت مند سماج اور صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے آگے آئیں: حضرت امیر شریعت

ضلع کٹیہار میں نقباء، علماء، ائمہ، دانشوران اور سیاسی وسماجی کارکنان کا خصوصی تربیتی اجلاس بحسن وخوبی اختتام پذیر

آپ لوگ سماج اور معاشرے کے وہ افراد ہیں جن پر دوہری ذمہ داری ہے، آپ حضرات اپنے اپنے محلوں، مسجدوں، مدارس اور علاقوں کے مسئول اور منتخب ذمہ دار ہیں، آپ ہمیشہ اس احساس فکر کے ساتھ زندگی گذاریں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو دین وملت اور معاشرے کی خدمت کے لئے چنا ہے، ملک کے رجحانات کی تبدیلی آپ کے رجحان کی تبدیلی پر منحصر ہے، آپ مثبت فکر کے ساتھ معاشرے کے کرنے کے کاموں میں اپنا کردار ادا کریں، آپ اپنے علاقوں کی اچھائیوں کا تذکرہ کرنے کے ساتھ اچھا کرنے والے افراد کی بھرپور حوصلہ افزائی کریں، ہمیشہ منفی خیالات سے اپنی ذات کو بچائیں، سماج کے مصلحین اور ریفارمر کی حیثیت سے امارت شرعیہ نے آپ کو منتخب کیا ہے، نقیب اور نائب نقیب دراصل تنظیم امارت شرعیہ کی وہ اکائی اور یونٹ ہے جس کا کام آبادیوں کی اصلاح وترقی اور سماج میں دینی وانسانی اقدار کا پیدا کرنا ہے۔ ان خیالات کا اظہار بہار، اڈیشہ وجھارکھند کے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ نے ضلع کٹیہار کے مقام دارالعلوم لطیفی میں منعقد خصوصی تربیتی اجلاس برائے نقباء، علماء، ائمہ، دانشوران وسماجی کارکنان سے اپنے صدارتی خطاب میں کیا، مزید انہوں نے کہا کہ آج کے وقت میں ہماری پہلی ترجیح یہ ہو کہ ہم اپنے اور اپنی نسل کے ایمان کے تحفظ پر غور کریں، یہ آپ حضرات کا پہلا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات بٹھائی جائے کہ حاکم صرف اللہ کی ذات ہے، یہ ہماری تمام فکروں کا محور ہونا چاہئے، امارت شرعیہ کا معنی ومطلب سمجھنے کے لئے اس نکتہ کا ذہن نشیں ہونا ضروری ہے، ہماری دوسری اہم ترجیح تعلیم کا فروغ اور صحت ومعاش کی فکر ہونی چاہئے، امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کے اغراض ومقاصد اور اس کی حالیہ کارکردگی پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ امارت شرعیہ کے تمام شعبے ملت کی خدمت کے لئے فعال ہیں، ہر شعبہ میں غیر معمولی تیز رفتاری آئی ہے، نئے کارکنان بحال کئے گئے ہیں، ملت کی ضرورت کے پیش نظر کئی اہم نئے شعبوں کا قیام عمل میں آیا ہے، شعبہ اصلاحات اراضی، شعبہ امور منصوبہ بندی، شعبہ اصلاحات اراضی اور شعبہ تحفظ اوقاف ان میں سے قابل ذکر شعبے ہیں، حضرت امیر شریعت کے حکم وہدایت پر کاموں کو حالات حاضرہ کے پیش نظر منظم ومرتب کیا جارہا ہے اور نئی ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھایا جارہا ہے، حضرات علماء، نقباء، ائمہ مساجد اور دانشوران سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ اپنے ضلع، بلاک اور آبادیوں میں دینی رہبر اور رہنما ہیں، امارت شرعیہ صرف حضرت امیر شریعت اور امارت کے خدام کا نام نہیں بلکہ آپ حضرات امارت شرعیہ ہیں، امارت شرعیہ دین وملت کے جن کاموں کو انجام دے رہی ہے آپ اس میں معین ومددگار بنیں، جو تحریک اور پیغام امارت شرعیہ سے آئے اسے زمین پر اتارنے کی ذمہ داری آپ کی ہے، اتحاد امت، اصلاح معاشرہ اور تعلیم کے میدانوں میں آپ امارت شرعیہ کے دست وبازو بنیں اور اپنے گاؤں اور علاقوں خودکفیل، محنتی، دیانت دار، تعلیم یافتہ اور اخوت ومحبت کا گہوارہ بنانے میں اپنا کردار پیش کریں، جناب مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے کہا کہ آپ کا ہر قدم اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق اٹھے، آپ عبادات کی طرح اپنے معاملات کو بھی دین کے احکام کی روشنی میں انجام دیں، مذہب اسلام زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے اور ابتداء تا انتہا ہر کام کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے فرامین موجود ہیں، امارت شرعیہ کا دارالقضاء مسلمانوں کے عائلی اور خاندانی نظام میں رہنمائی کرتا ہے اور ان کے تنازعات کو کتاب وسنت کی روشنی میں حل کرتا ہے، آپ اپنے معاملات کے حل کے لئے امارت شرعیہ کے دارالقضاء کی طرف رجوع کریں، یا کم وقت اور مختصر خرچ میں اللہ اور اس کے حکم کے مطابق انصاف ملتا ہے، جب کہ دوسری جانب مجمع عام سے خطاب کرتے ہوئے جناب مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ اگر ہم ارکان اسلام پر غور کریں تو ان سے ہمیں وحدت واتحاد اور اجتماعیت کا سبق ملتا ہے، ہمیں ہر حالت میں اپنے اتحاد کو باقی رکھنا چاہئے، امارت شرعیہ اس ملک میں کلمہ واحدہ کی بنیاد پر اتحاد ملت کی دعوت دیتی اور ایک امت اور ایک جماعت بنے رہنے کی تلقین کرتی ہے، اس لئے آج کا یہ اجلاس ضلع کٹیہار کے تمام نقباء ونائبین، حضرات علماء، ائمہ مساجد اور دانشوران سے مطالبہ کرتا ہے کہ آپ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور امارت شرعیہ کے اجتماعی نظام کا حصہ بنیں، امارت شرعیہ کا بیت المال زکوۃ کے اجتماعی نظام کی عملی شکل ہے، لہذا مسلمان اپنی زکوۃ کی ادائیگی کا اجتماعی نظام بنائیں اور بیت المال امارت شرعیہ کو مستحکم کریں، امارت شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی نے حضرات نقباء ونائبین سے ان کی ذمہ داریوں پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آپ اپنی آبادیوں میں حضرت امیر شریعت کے نمائندہ ہیں، وہ سارے کام جن کو حضرت امیر شریعت مسلمانوں کی فلاح وبہبود اور دینی وعصری تعلیم کے فروغ کے لئے فکرمند ہیں آپ حضرات ان کاموں کو اپنی آبادیوں میں زمین پر اتارنے کے لئے جدوجہد کریں، آبادیوں سے جہالت، لڑائی جھگڑے، فساد وبگاڑ، تلک وجہیز، نشہ خوری، سود اور دیگر برائیوں کو ختم کرنے گاؤں کی سطح پر کوشش کریں، آپ چوبیس گھنٹہ میں سے کچھ گھنٹے سماج اور ملت کی خدمت کے لئے فارغ کریں، آپ کے گاؤں میں کوئی بھوکا، پریشان حال اور تعلیم سے محروم نہ رہے، آبادی کی دینی، ملی اور سماجی رہنمائی کا کام آپ کے ذمہ ہیں، دینی احکام پر خود عمل کریں اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی نے کہا کہ آج کا یہ مجمع چنیدہ اور منتخب ہے، آپ میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے، اگر آپ نے یہ عہد کیا کہ آج سے ہم اپنی آبادیوں کے ملی اور تعلیمی مسائل حل کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے تو یقیناً ملت کے بڑے مسائل حل ہوں گے، ان کے علاوہ مولانا مفتی محمد شمشیر قاسمی قاضی شریعت کٹیہار وشیخ الحدیث دارالعلوم لطیفی کٹیہار نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا، جب کہ مولانا محمد اسرار قاسمی قاضی شریعت کلداس پور اور جناب مولانا مفتی عبدالحق قاسمی نائب قاضی شریعت کٹیہار اور مولانا منت اللہ حیدری مفتش مکاتب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے حاضرین کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ پروگرام کا آغاز قاری عبدالباری استاد دارالعلوم لطیفی کی تلاوت اور وہاں کے طالب حضرت علی کی نعت پاک سے ہوا جب کہ اس پروگرام کی نظامت کے فرائض جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے انجام دیئے، اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں امارت شرعیہ کے حضرات مبلغین جناب مولانا سعود اللہ رحمانی، جناب مولانا عباس مظاہری، مولانا مجاہد الاسلام رحمانی، مولانا احمد حسین قاسمی، مولانا ارشاد رحمانی، مولانا عثمان اشاعتی کے علاوہ مجلس استقبالیہ کے صدر جناب الحاج عبدالعزیز صاحب، سکریٹری جناب افتخار صاحب اور ان کے رفقاء سمیت دارالعلوم لطیفی کٹیہار کے ناظم جناب مولانا آفتاب صاحب اور وہاں کے اساتذہ وطلبہ اور شہر کٹیہار کے علماء، ائمہ، نوجوانان، مدارس کے ذمہ داران اور عمائدین کی جدوجہد شامل رہی اور صدر جلسہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدینؒ کی حیات وخدمات پر دوروزہ سمینار کا فیصلہ

امیر شریعت سادس، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے فعال جنرل سکریٹری، ملک کے نامور عالم دین، قوم وملت کے مسیحا، دینی، ملی وروحانی فکر رکھنے والے صاحب بصیرت قائد حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر دوروزہ قومی سمینار کے سلسلہ میں دوسری اہم نشست مورخہ ۱۲ر نومبر ۲۰۲۳ء کو جامعۃ المؤمنات فیڈرل کالونی عیسیٰ پور، پھلواری شریف پٹنہ میں منعقد ہوئی، مولانا سید نظام الدین صاحب رحمہ اللہ کے فرزند، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے رکن پروفیسر مولانا عبدالواحد ندوی نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: ملک بھر میں پھیلے ہوئے امارت شرعیہ ومسلم پرسنل لاء بورڈ کے مخلصین ومتوسلین، بڑے دینی، تعلیمی وملی اداروں وتحریکوں سے وابستہ علماء کرام ودانشوران نے سمینار کے انعقاد کے سلسلہ میں معلوم کرکے دلی مسرت کا اظہار کیا، امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے فرمایا ہم لوگ اس سمینار کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے اور کسی طرح کے تعاون سے پیچھے نہیں ہٹیں گے، امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے فرمایا کہ مقالات کے علاوہ حضرت کے خطوط، قیمتی تحریر ومضامین کو بھی محنت کرکے جمع کیا جائے، المعہد العالی امارت شرعیہ پھلواری شریف کے سکریٹری مولانا عبدالباسط ندوی نے سمینار سے متعلق اب تک کی پیش رفت پر روشنی ڈالی، انہوں نے کہا کہ مقالہ نگاروں کے نام خطوط، عنوانات اور اجمالی سوانحی خاکہ تیار کرلیا گیا ہے، جلد ہی اسے مقالہ نگاروں کی خدمت میں ارسال کردیا جائے گا، مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے فرمایا کہ میں نے بہت طویل عرصہ ان کی نظامت میں کام کیا، انہوں نے پوری زندگی امارت پر قربان کردی، پروگرام کے انعقاد کے سلسلہ میں مدرسہ شمس الہدیٰ کے پرنسپل حضرت مولانا مشہود احمد قادری ندوی نے فرمایا: وہ ہمارے گھر وخاندان کے بزرگ تھے، سابق صدر مفتی حضرت مولانا سہیل احمد قاسمی نے فرمایا: مولانا نظام الدین وہ تھے جن کی ہر سانس میں امارت شرعیہ رچی بسی تھی، امارت شرعیہ کے سابق مفتی مولانا مفتی جنید عالم قاسمی ندوی نے فرمایا کہ حضرت امیر شریعت اپنے وقت کے قطب تھے، ہم لوگوں نے پہچانا نہیں، نجم فاؤنڈیشن کے چیئرمین نجم الحسن نجمی نے حضرت امیر شریعت کی جرأت وبہادری کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ نایاب لوگ تھے، انہیں بھلانا نہیں چاہیے، نقیب کے معاون مدیر مولانا رضوان احمد ندوی نے قیمتی مشورہ دیئے اور استقبالیہ بنانے کی بات کہی؛ چنانچہ ان کی تجویز پر مولانا عبدالواحد ندوی صاحب نے اعلان کیا کہ جو لوگ آج کی میٹنگ میں شریک ہیں سب مجلس استقبالیہ کے رکن ہیں، ملی کاؤنسل کے جوائنٹ سکریٹری مولانا ابوالکلام شمسی نے فرمایا کہ حضرت کی شخصیت متفق علیہ تھی، سمینار کا فیصلہ بڑا اہم فیصلہ ہے، محترم سمیع الحق صاحب نے فرمایا کہ یہ سمینار فرض بھی ہے اور قرض بھی، وہ ہم لوگوں پر باپ کی طرح شفیق تھے، مولانا عظیم الدین رحمانی جمعیت علماء بہار کے صدر مولانا بدر احمد مجیبی، صغریٰ وقف اسٹیٹ بہار شریف کے سابق متولی سید شرف عالم وغیرہ نے بھی امیر شریعت سادس کے حوالہ سے عقیدت ومحبت کا اظہار کیا اور سمینار میں ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا، ان حضرات کے اظہار خیال کے بعد سمینار کی متوقع تاریخ ماہ مئی 2024 کے آخری ہفتہ رکھی گئی۔

Scanned with CamScanner

مسلمان اتحاد، اتفاق اور اسلامی فکر کے ساتھ زندگی گذاریں، سازش وانتشار کے شکار نہ ہوں: امارت شرعیہ

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ ملک کا ایک قدیم اور قابل اعتماد ادارہ ہے، جس کو آج سے سو سال قبل مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ نے مسلمانوں کی شیرازہ بندی اور اسلامی فکر کے ساتھ شرعی زندگی گذارنے، ایک امیر کے ماتحت متحد ومنظم رہنے، اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے قانون شریعت پر عمل کرنے کی خاطر قائم کیا اور اس کے لئے شرعی اصول وضوابط کتاب وسنت کی روشنی میں منضبط کئے ہیں، اللہ کے فضل وکرم سے یہ ادارہ مدت قیام سے اب تک ایک امیر شریعت کی قیادت ورہنمائی میں منزل بہ منزل ترقی کی شاہ راہ پر گامزن ہے، ساتویں امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ کے وصال کے بعد بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی مجلس اَرباب حل وعقد نے ۸ویں امیر شریعت کی حیثیت سے حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کو منتخب کیا، حضرت امیر شریعت کے دو سالہ عہد امارت میں امارت شرعیہ کے ہر شعبہ میں نمایاں ترقی ہوئی ہے، خاص کر ریاست جھارکھنڈ میں متعدد مقامات پر کئی تعلیمی ادارے قائم ہویے، ضرورت کے پیش نظر کئی جگہوں پر نئے دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا، سینکڑوں محتاجان وبیوگان کو ماہانہ وظائف دیئے جا رہے ہیں، امداد تعلیم وعلاج پر وہاں خاص توجہ دی جا رہی ہے اور جھارکھنڈ کے علماء وائمہ ودانشوران کو ملی وحدت سے جوڑنے اور اصلاح معاشرہ کے لئے ان گنت اجتماعات کئے گئے، گذشتہ سال مجلس شوری کی میٹنگ بھی رانچی میں رکھی گئی، جس سے وہاں کے مسلمانوں میں خود اعتمادی اور اجتماعیت سے مربوط رہنے کا مزید جذبہ پیدا ہوا۔

مجلس علماء وائمہ کے بینر تلے دوسرے ایجنڈے پر بلائی گئی میٹنگ میں مولانا نذر توحید مظاہری صاحب نے امارت کو غیر مستحکم کرنے کی کوشش کی جس کو الحمدللہ وہیں پر مجلس علماء وائمہ اور وہاں پہنچے علماء کرام نے فورا مسترد کر دیا اور اپنی برأت کا بھی اظہار کیا، مسلمانوں کے خلاف اس سازش کو کامیاب ہونے سے پہلے ہی اللہ سبحانہ وتعالی نے اسے ناکام بنادیا، الحمدللہ۔

مسلمانوں کو کسی سیاسی سازش کا شکار ہوئے بغیر اتحاد کے ساتھ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ سے جڑے رہنا وقت کا تقاضا اور اسلام کی تعلیم ہے، تمام مسلمان اتحاد واتفاق کے ساتھ زندگی گذاریں، کیونکہ طاقت وقوت کا اصل سرچشمہ اسلام کی بتائی ہوئی جماعتی زندگی میں پوشیدہ ہے، اس لئے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی قیادت ورہنمائی میں نظام شرعی کے قیام اور تحفظ مسلمین کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے رہیں اور کسی اختلاف وانتشار پیدا کرنے والوں کی سازش کا شکار نہ ہوں، کیونکہ اللہ تعالی کی مدد جماعتی زندگی گذارنے میں ہی ہوتی ہے، اس لئے علماء، ائمہ ودانشوران حضرات سے گذارش ہے کہ اس فتنہ کو مضبوطی سے دفع کریں۔

نقباء وعلماء حضرات امارت شرعیہ کی تعلیمی واصلاحی تحریکات کو زمین پر اتارنے میں اپنا کردار ادا کریں: حضرت امیر شریعت

مدرسہ انجمن اسلامیہ کشن گنج میں نقباء ، علماء و دانشوران کے خصوصی تربیتی اجتماع سے علماء امارت شرعیہ کا خطاب

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے زیر اہتمام ضلع کشن گنج کے نقباء، نائبین نقباء، ارباب حل وعقد، ارکان شوریٰ، علماء، ذمہ داران مدارس، ائمہ کرام، سیاسی وسماجی خدمت گار اور دانشوران کا ایک خصوصی تربیتی اجتماع مدرسہ انجمن اسلامیہ کشن گنج کے احاطہ میں مورخہ 10 دسمبر 2023 کو امیر شریعت بہار اڈیشہ جھارکھنڈ مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں صدارتی خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے کہا کہ اس اجلاس میں امارت شرعیہ کے نقباء ونائبین، دانشوران اور عمائدین شہر موجود ہیں، آپ حضرات اپنے معاشرہ میں امارت شرعیہ کی جانب سے ذمہ دار مقرر ہیں، آپ کو ہمیشہ ملت کی ضرورت اور دینی خدمت کے لئے مستعد رہنا چاہئے، آج ہمارے معاشرے میں تلک جہیز، سود اور نشہ جیسی بے شمار برائیاں پھیلی ہوئی ہیں جن کو سماج سے دور کرنا آپ تمام حاضرین کی پہلی ذمہ داری ہے، جب تک ہم میں سے ہر شخص اپنے دین وایمان کے بنانے اور اپنی اصلاح کے ساتھ اپنے معاشرے کے دین وایمان کی فکر نہیں کرے گا وہ اس امت کے فرد ہونے کا حق ادا نہیں کرسکتا آج ہمارے سماج میں جتنی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں ان کی بنیاد ہمارے ایمان کی کمزوری اور جہالت ہے، ان کو سماج سے دور کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنی ایمانی قوت کو مضبوط کرنا ہوگا اور اس کے لئے شعوری محنت کرنی ہوگی، ہم میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے دین کی بنیادی ابتدائی باتوں کی تعلیم حاصل نہیں کی اور نہ ان کے لئے کوئی فکرمندی ہے، یقین جانئیے کہ جب تک ہمارے ایمان کی سطح بلند نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا حقیقی علم نہیں ہوگا، ہمارے دنیوی مسائل بھی حل نہیں ہوں گے، اس امت کی رفعت وسرفرازی اور دنیا وآخرت میں کامیابی کا حصول صرف اور صرف کتاب وسنت پر عمل کرنے میں ہے، اس موقع پر سماج میں تعلیمی بیداری پیدا کرنے سے متعلق انہوں نے فرمایا کہ آپ خواص لوگ اپنی آبادیوں میں تعلیم کے وقت کسی بھی کھیلتے ہوئے بڑے بچے کو دیکھیں تو اسے تعلیم کے لئے بھیجنے کی کوشش کریں۔ اپنے سماج کو سود، نشہ، غیر اسلامی رسم ورواج، جہیز اور شادیوں میں فضول خرچیوں سے پاک کریں، حضرات علماء وائمہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ ان شادیوں ست اجتناب کریں جہاں فضول خرچی اور اللہ کی نافرمانیاں ہوتی ہیں، حضرات نقباء، علماء اور دانشوران امارت شرعیہ کی تعلیمی واصلاحی تمام تحریکات میں حصہ لیکر انہیں اپنی آبادیوں میں زمین پر اتارنے کی سعی کریں، وہیں امارت شرعیہ کے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے کہا کہ آج ملت میں اضطراب وبے چینی ہے، مسلمان سخت حالات سے گذر رہے ہیں، ایسے میں امارت شرعیہ کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کو حوصلہ دیا جائے، انہیں بیدار کیا جائے اور کرنے کے اہم اصلاحی وتعلیمی کاموں کی ذمہ داری انہیں سونپی جائے، مزید انہوں نے کہا کہ ہم اپنے سماج کو پاکیزہ اور صالح بنانے کے لئے ہر سطح پر مہم چلائیں، آج ضرورت ہے کہ مسلم نئی نسل کو دین وایمان سے باخبر کرنے کے لئے بستی بستی مکتب کا مستحکم نظام قائم کیا جائے، اس کی نگرانی کی جائے، آج بڑی تعداد میں مساجد، مدارس قبرستان اور اوقاف کی زمینیں ہیں جن کے دستاویزات محفوظ نہیں اور نہ ان کا کہیں رجسٹریشن ہے، ان تمام امور پر علاقوں کے ذمہ داران، متولیان اور حضرات علماء وائمہ توجہ دیں، دوسری طرف امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کی تاریخ اور قیام کے پس منظر کو بیان کرتے ہوئے خلافت راشدہ اور اسلام کے اجتماعی نظام کی سنہری تاریخ کا حوالہ دیا کہ خلافت عثمانیہ تک مسلمانوں کا جو اجتماعی نظام باقی رہا، آج امارت شرعیہ اس ملک میں اس کی عملی تصویر ہے، اسلام کا تصور امارت اور اجتماعیت کے بغیر ممکن نہیں، یہ ادارہ پورے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے اکابرین کی چھوڑی ہوئی ایک بڑی امانت ہے جس کی حفاظت ہم تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ حضرات نقباء کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آپ اپنی آبادیوں میں حضرت امیر شریعت اور امارت شرعیہ کے نمائندہ اور ترجمان ہے، آپ کی ذمہ داری نہایت اہمیت کی حامل ہے، جس طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو دعوت دین اور شریعت کی تبلیغ کے لئے مدینہ بھیجا اسی طرح اکابرین امارت شرعیہ نے آپ پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے اپنے گاؤں اور علاقوں کی اصلاح کے لئے آپ کو منتخب کیا ہے، قاضی شریعت جناب مولانا انظار عالم قاسمی نے کہا کہ امارت شرعیہ نے ہمیشہ ملت کی رہنمائی کا حق ادا کیا ہے، جتنے شعبے اسلام میں ہیں امارت شرعیہ نے اپنی ابتدا سے یہ کوشش کی کہ وہ تمام شعبہ جات اس ملک میں مسلمانوں کی خدمت ورہنمائی کے لئے موجود ہوں، چنانچہ دوسرے شعبوں کے ساتھ امارت شرعیہ کے بانئین نے دارالقضاء کا نظام قائم فرمایا، آج اس کے تحت ۸۰ سے زائد دارالقضاء کتاب وسنت کی روشنی میں مسلمانوں کے ہزاروں عائلی تنازعات کو حل کرنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، مولانا مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے اسلام کے اجتماعی نظا پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زکوۃ کے اجتماعی نظام کا حکم دیا ہے، جس کی نظیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عہد میں ملتی ہے، آج کے وقت میں امارت شرعیہ کا مرکزی بیت المال اس کی خوبصورت مثال ہے، امارت سرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی نے حضرات نقباء ونائبین نقباء کو ان کی ذمہ داریاں بتاتے ہوئے کہا کہ آپ امارت شرعیہ کی وہ کڑی اور حصہ ہیں جس سے امارت شرعیہ کی اصلاحی تحریک گاؤں گاؤں، قریہ قریہ اور خاندان کے ہر فرد تک بآسانی پہونچ سکتی ہے، مگر اس کے لئے آپ حضرات کو یہ عہد کرنا ہوگا کہ ہم اپنی پوری بستی کے مسلمانوں کے حالات پر گہری نظر رکھیں گے اور تعلیم واصلاح معاشرہ کے لئے جو بھی ہدایت امارت شرعیہ کی جانب سے آئے گی ہم اسے ہر فرد تک پہونچائیں گے، جناب مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ نے امارت شرعیہ کی تاریخ اور اس کے اکابرین کی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے بزرگوں نے اپنا سب کچھ قربان کر کے ملت اسلامیہ کے لئے امارت شرعیہ کی شکل میں ایک سائبان عطا کیا ہے، جس کے سائے میں ملت حالات کی تپش سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکے۔ ہم پر فرض ہے کہ جب بھی اس ادارہ سے کوئی آواز ہم تک پہونچے تو ہم اس پر لبیک کہیں، امارت شرعیہ کے معاون ناظم جناب مولانا احمد حسین قاسمی مدنی نے اپنے افتتاحی خطاب میں لوگوں کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا، اور اس خصوصی تربیتی اجلاس کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یہ اجلاس دیگر تمام پروگراموں سے مختلف ہے، امارت شرعیہ نے آج آپ نقباء، علماء اور دانشوران حضرات کو اس لئے جمع کیا تاکہ آپ اس کی تمام تحریکوں کا حصہ بن سکیں اور اپنی اپنی آبادیوں میں اس کے کاموں کو زمین پر اتار سکیں، اس کے علاوہ مجمع عام سے حضرت مولانا مطیع الرحمٰن سلفی ڈائریکٹر امام بخاری یونیورسیٹی اور جمعیۃ علماء بہار کے ذمہ دار مفتی جاوید قاسمی صاحب نے اس اجلاس سے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ جب کہ مولانا مفتی ارشد قاسمی قاضی شریعت کشن گنج ومولانا مفتی وصی احمد قاسمی قاضی شریعت ٹیڑھاگاچھ نے مجلس کے اختتام پر شکریہ ادا کیا۔ واضح رہے کہ اس پورے خطے کی صلاح وفلاح کے لئے حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اس خصوصی تربیتی اجلاس کے منعقد کرنے کا فیصلہ لیا تھا اور اسے مؤثر بنانے کے لئے تمام حاضرین سے آراء بھی لی گئیں جس پر بڑی تعداد میں لوگوں نے اپنے مفید مشوروں سے نوازا، اجلاس کا آغاز مولانا محمد عمر صاحب امام مکی مسجد کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا، اور نعت شریف جناب قاری ابوریحان صاحب امام جامع مسجد پانی باغ نے پیش کیا۔ جبکہ اجلاس کی نظامت کے فرائض بہت ہی حسن وخوبی کے ساتھ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے انجام دیے۔ اس اجلاس میں نقباء، علماء، ائمہ، سیاسی وسماجی کارکنان دانشوران حضرات کے علاوہ جناب مولانا انوار صاحب ناظم دارالعلوم بہادرگنج، جناب مولانا ممتاز مظاہری صاحب ٹھکری باری اتر دیناجپور، جناب مولانا اعجاز قاسمی نگراں امارت پبلک اسکول، ایم ایل اے امور ودھان سبھا جناب اختر الایمان صاحب، جناب جاوید صاحب ممبر پارلیامنٹ، جناب اظہار آصفی صاحب ایم ایل اے ودیگر اہم شخصیات نے شرکت کی، اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں جناب مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ کے علاوہ جناب مولانا ارشد قاسمی صاحب قاضی شریعت کشن گنج، جناب مولانا وصی احمد قاسمی قاضی شریعت ٹیڑھاگاچھ، جناب مولانا طارق انور رحمانی معاون قاضی دارالقضاء کشن گنج، جناب مولانا ظہیر الحسن شمسی، جناب مولانا رئیس اعظم رحمانی، جناب مولانا مزمل حسین قاسمی، جناب حافظ عمیر احمد، جناب مفتی عبدالقادر قاسمی، جناب مولانا منظر احسن مظاہری مبلغین امارت شرعیہ، جناب حافظ عفان دارالقضاء کشن گنج سمیت شہر کے استقبالیہ کمیٹی کے صدر وسکریٹری اور ان کے رفقاء، نوجوانان، علماء وائمہ اور عمائدین شہر نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ اور آخر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اس اجلاس کا اختتام ہوا۔ یہ اطلاع دفتر تنظیم سے مولانا شاہ نواز عالم مظاہری نے دی۔

Scanned with CamScanner

عدل وانصاف کے قیام سے ظلم کا خاتمہ ہوگا

عظیم الشان اجلاس سنگ بنیاد دفتر دار القضاء بوکارو میں حضرت امیر شریعت کا خطاب

امن وانصاف کے بغیر کوئی ملک نہیں چل سکتا، عدل وانصاف کے قیام سے ظلم کا خاتمہ ہوگا، اور اسلامی قوانین پر چل کر ہی ہم دنیا وآخرت میں کامیابی کے منازل طے کر سکتے ہیں، حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے اجلاس سنگ بنیاد دفتر دار القضاء آزادنگر، ضلع بوکارو جھارکھنڈ میں ایک عظیم الشان اجلاس سے مورخہ ۵؍دسمبر ۲۰۲۳ء کو اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا۔آپ نے وراثت ، وصیت ، ھبہ وغیرہ کے معاملات کو دار القضاء کے ذریعہ انجام دینے کی تلقین کی، اور حصول تعلیم کی ترغیب بھی دی، نیز نکاح کو اسلامی شریعت میں انجام دینے اور تلک وجہیز سے معاشرہ کو پاک کرنے کی تلقین کی، اور بے حیائی شراب نوشی اور سود جیسے اشیاء سے دور رہنے کی اپیل کی، اس اجلاس سے حضرت امیر شریعت کے علاوہ مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے اپنے معاملات کے حل کے لئے دارالقضاء سے رجوع کرنے کی ترغیب دی اور امت مسلمہ کے لئے دار القضاء کو ایک نعمت قرار دیا، مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دار القضاء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے فیصلے کو امت مسلمہ کے لئے نمونہ اور اسوہ بتایا، مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے اپنی اولاد کو تعلیم وتربیت سے آراستہ وپیراستہ کرنے کی ترغیب دی، مفتی محمد سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے کہا کہ وراثت کو شرعی نظام کے مطابق لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان تقسیم کریں مولانا مفتی محمد سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت مرکزی دار القضاء نے کہا کہ امارت شرعیہ نے تعلیم کے فروغ کے لئے جھارکھنڈ میں جو پہل کی ہے وہ سنہرے حروف میں لکھنے کے قابل ہے، مفتی محمد انور قاسمی قاضی شریعت دار القضاء رانچی نے نئی نسل کو تعلیم سے آراستہ کرنے کی ترغیب دی اور کہا کہ تعلیم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی ہے، مولانا محمد سعود عالم قاسمی قاضی شریعت دار القضاء جمشید پور نے کہا کہ اپنے تمام معاملات کو اسلامی قانون کے دائرہ میں حل کرائیں، مولانا مفتی محمد شاہد قاسمی قاضی شریعت دار القضاء دھنباد نے حصول رزق حلال کی ترغیب دی اور حرام لقمہ سے اپنے آپ کو بچانے کی تلقین کی، مولانا ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی رکن شوریٰ امارت شرعیہ نے کہا کہ امارت شرعیہ کے جملہ شعبہ جات علی منہاج النبوۃ اپنے کام کر رہی ہے، مزید فرمایا کہ امارت شرعیہ کی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہے، اس سے ہمیں استفادہ کرنا چاہیے، مولانا کلیم اللہ مظہر قاسمی قاضی شریعت چترپور وبوکارو نے نظامت کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیے، اس اجلاس کو کامیاب وبامقصد بنانے میں مولانا سید طاہر ندوی معاون قاضی شریعت بوکارو، حافظ محمد شہاب الدین مبلغ امارت شرعیہ نے اہم رول ادا کیا۔اس موقع پر حضرت امیر شریعت اور ارکان وفد نے الحاج محمد نعیم رحمانی دامت برکاتہم خلیفہ ومجاز حضرت امیر شریعت سابع رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات وعیادت کی اس اجلاس میں جناب حافظ احتشام رحمانی رکن شوریٰ امارت شرعیہ بھی شریک رہے۔

نیتن یاہو سوالات کے گھیرے میں

پروفیسر عتیق احمد فاروقی

حالات کو سمجھنے کا بہترین طریقہ ہے ان کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں۔اس سے نہ صرف کسی طرح کا شبہ یا وسوسہ دور ہوجاتا ہے، بلکہ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس طرح سے بے ربطیاں یا تضاد جو اس سے متعلق آپ کے دماغ میں ہے اس کا بھی انکشاف ہوتا ہے، جو بغیر سوال پوچھے ممکن نہیں ہوتا۔اس طریقہ عمل سے آپ کی سوچ عقل پر مبنی ہوتی ہے جذبات سے متاثر نہیں ہوتی۔اسرائیل حماس جنگ سے متعلق جو سوالات دماغ میں آتے ہیں اس کا قارئین کے ساتھ اشتراک بہت ضروری ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان سوالات کو ان ممالک کے لیڈران نہیں سننا چاہتے جو بلا واسطہ یا بالواسطہ اسرائیل کی حمایت کرر ہے ہیں۔اس سے ہمیں گزشتہ سات ہفتوں سے جو دل دہلانے والی غزہ کی تصویریں آزاد میڈیا سے دیکھنے کو مل رہی ہیں اُس کا موازنہ اسرائیلی اور مغربی میڈیا سے جو تفصیل آرہی ہے، سے کیا جا سکتا ہے اور حقیقی صورت حال معلوم ہو سکتی ہے۔اول، ڈیڑھ مہینے سے زائد کی اس جنگ میں اسرائیل کے نظریے سے اس نے کیا حاصل کیا؟ اس نے سولہ ہزار سے زیادہ نہتے اور معصوم فلسطینیوں جن میں بہت بڑی تعداد عورتوں اور بچوں کی ہے، بم گرا کر بے رحمی سے قتل کردیا، تیس ہزار کے قریب زخمی ہوئے اور غزہ کے ایک بڑے حصے کو ملبوں میں تبدیل کردیا لیکن یہ کہنا کہ اسرائیل کی اس کرتوت سے حماس کو شکست ہوگئی، بالکل غلط ہے۔ جیسا کہ اسرائیلی فوج نے اکثر ٹوئٹ کیا ہے کہ روز رات کو حماس اسرائیل کے اندر راکٹ داغتا ہے اور لاکھوں اسرائیلیوں کو بامب پناہ گاہ میں بھاگنا پڑتا ہے۔تو اسرائیل کیا سمجھتا ہے کہ اس نے حاصل کر لیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل سالوں سے ان فلسطینیوں کا قتل کرتا رہا ہے جو اپنے وجود کی جنگ نہتے لڑرہے ہیں۔ اسرائیلی فلسطینیوں کی زمین پر امریکہ اور برطانیہ کے ذریعے ایک سازش کے تحت بسائے گئے ہیں۔مغربی ممالک کی شہ پر اسرائیل اپنے شہریوں کو فلسطینیوں کے علاقے میں بسارہا ہے۔اس خاطر اگر فلسطینی مظاہرہ کرتے ہیں یا تھوڑا تشدد کرتے ہیں تو اسرائیلی پولیس انہیں گولیوں سے بھون دیتی ہے۔ فلسطینیوں کو مغربی میڈیا دہشت گرد کہتا ہے اور اسرائیلیوں کو اپنی زمین کا محافظ کہا جاتا ہے، جبکہ حملہ آور اسرائیلی ہیں اور فلسطینی اپنی زمین کے محافظ ہیں۔ردعمل کے طور پر حماس نے جو اسرائیلیوں پر تشدد برپا کیا اس کا انتقام کیا یہی ہے جو اسرائیل غزہ میں کررہا ہے؟ حماس کے حملے کی سزا نہتے اور بے گناہ فلسطینی شہریوں عورتوں اور بچوں کا قتل عام کہاں تک جائز ہے؟ انتظام کے طور پر اسرائیل کو شہریوں کا تحفظ یقینی بناتے ہوئے صرف حماس کے ٹھکانوں پر حملہ کرنا چاہیے تھا۔ایک رپورٹ کے مطابق اسرائیل نے غزہ اور مغربی کنارے پر جو بمباری کی وہ کم از کم دو جوہری بموں کے مساوی ہے۔ جس انداز میں رہائشی علاقوں ہسپتالوں اور پناہ گزین کیمپوں پر بم گرائے گئے ہیں اس کے مدنظر اسرائیل کو اقوام متحدہ کے ذریعے ایک دہشت گرد ریاست قرار دیا جانا چاہیے اور انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس (ہیگ) میں مقدمہ دائر کر کے وزیراعظم نیتن یاہو، ان کی کابینہ کے اراکین اور اسرائیلی فوجی افسران کو پھانسی کی سزا دلائی جانی چاہیے۔

دوسرا سوال جو دماغ میں آتا ہے وہ ہے کہ اگر اسرائیل کہتا ہے کہ اس کا ہدف حماس کو نیست ونابود کردینا ہے تو کیا یہ ممکن ہے؟ کیا ہلاکت یا تباہی کی کوئی حد ہے جو اسرائیل کے سزایا انتظام کی خواہش کو مطمئن کردے؟ یا اسرائیل نے فیصلہ کرلیا ہے کہ بے گناہ شہریوں کا قتل عام اس وقت تک جاری رہے گا جب تک حماس صفحہ ہستی سے مٹ نہیں جاتا چاہے جتنی ہلاکتیں ہوں۔ بلاشبہ اسرائیل کو یقین ہے کہ انجام اگر اچھا ہے تو وسیلہ چاہے جتنا برا ہو جائز سمجھا جائے گا، لیکن کیا یہ قول جائز ہے؟ تیسرا سوال یہ ہے کہ حماس نظام فکر ہے یا تنظیم؟ یہ سوال اس مسئلے کی وضاحت کیلئے ضروری ہے۔ کسی تنظیم کو تو ختم کیا جا سکتا ہے، جبکہ وہ بھی ایک مشکل کام ہے، لیکن کسی نظام فکر کو ختم کرنا ممکن نہیں ہے۔دراصل اس طرح کی کوشش اسے اور قوت بخشے گی۔

چوتھا سوال، ہسپتال، اسکول، ایمبولینس اور پناہ گزین کیمپ پر بم گرانے کا اسرائیل نے یہ عذر پیش کیا ہے کہ حماس یا تو ان جگہوں پر چھپے ہیں یا ان کے نیچے ہیں۔شبہ کی بنیاد پر وہ بے گناہوں کا قتل کررہا ہے۔اسرائیل کی اس دلیل کو حماس نے ماننے سے انکار کردیا ہے اور اس نے تجویز رکھی ہے کہ اقوام متحدہ کو ایک آزاد اور غیر جانبدارانہ جانچ کمیٹی کی تقرری کرنا چاہیے تب سچ دنیا کے سامنے آجائے گا۔ یہاں تک کہ اسرائیل کی دلیل کو ایک دوبار الجزیرہ نے بھی چیلنج کیا ہے۔ فی الحال اسرائیل کسی کی بھی تجویز ماننے کو تیار نہیں ہے۔

پانچواں سوال، وزیراعظم نیتن یاہو نے پہلے جنگ بندی کو ماننے سے سختی سے منع کردیا ہے۔البتہ وہ حکمت عملی پر مبنی جنگ میں ماضی میں چار دنوں کا روزانہ تھوڑا وقفہ دینے کو تیار ہوگیا ہے لیکن اس کے پیچھے اخلاقی منطق کیا ہے؟ کیا یہ چوبیس گھنٹہ شدید بمباری کے درمیان کھانے کا وقفہ جیسا نہیں لگتا؟ یہ ویسا ہی جیسے بکرا ذبح کرنے سے پہلے کھلا پلا کر اسے تندرست بنادیا جائے۔ چھٹا سوال، مغربی ممالک اس بات کو بار بار دوہراتے ہوئے نہیں تھکتے کہ اسرائیل کو اپنی دفاع کا حق حاصل ہے، لیکن کیا اپنے دفاع کے اختیار میں معصوم اور نہتے شہریوں کو بلا امتیاز قتل کرنا شامل ہے؟ علاوہ ازیں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسرائیل ۵۶؍سال سے فلسطینی زمین پر غیر قانونی طور پر قابض ہیں۔اس دوران اس نے فلسطینی زمین پر دراندازی کر کے اسرائیلیوں کو بسایا، ہزاروں فلسطینیوں کو بنا مقدمہ چلائے یا قانونی کارروائی کئے ہوئے گرفتار کیا۔ ذہنی اور جسمانی اذیتیں پہنچائیں اور قتل کیا۔ گیڈیون لیوی اور اوشلیم جیسے اسرائیلی نے اس عمل کو نسلی عصبیت سے تعبیر کیا تو کیا فلسطینیوں کو اس نوعیت کے غیر قانونی قبضوں کے خلاف اپنے دفاع کا حق نہیں ہے؟

ساتواں سوال کیا اسرائیل کے پاس جنگ بندی کے بعد کا کوئی ٹھوس منصوبہ ہے؟ ایک بار اگر حماس کا غلبہ ختم ہوجاتا ہے تو ان کی جگہ کون لے گا؟ فتح اور فلسطین اتھارٹی اس ذمہ داری کو سنبھالنے کی اہل نہیں ہے، کیونکہ اسرائیل نے ان کے اعتبار کو ختم کردیا ہے۔تب یہ ذمہ داری کون سنبھالے گا؟ اور جو بھی یہ ذمہ داری لیتا ہے کیا وہ اسرائیل کے اس موقف کو قبول کرے گا کہ وہ غزہ کی جملہ سلامتی کی ذمہ داری غیر معینہ مدت کیلئے خود لے گا؟ اور اگر اسرائیل اپنے موقف پر قائم رہتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ غزہ پر اسرائیل کا فوجی قبضہ غیر معینہ مدت کیلئے قائم رہے گا۔یعنی جہاں سے کہانی کا آغاز ہوا تھا وہیں پر اختتام ہوگا۔تب اس مسئلے کا کیا حل ہے؟

امریکہ اور مغربی ممالک جو براہ راست یا بلا واسطہ اسرائیل کی حمایت کرر ہے ہیں ان کو سمجھانا ہوگا کہ تشدد یا جنگ کسی مسئلے کا حل نہیں ہے۔انہیں مستقل جنگ بندی کیلئے اسرائیل پر دباؤ ڈالنا چاہیے اور ’اوسلو قرار‘ کی روشنی میں ’دو ریاستی‘ فارمولہ عمل درآمد کرانا چاہیے۔

Scanned with CamScanner

جنگ آزادی میں مسلم کردار

انیس چشتی

ہمارے برادرانِ وطن جب آزادی کی تحریک کا ذکر کرتے ہیں تو گاندھی سے شروع کرتے ہیں اور مہاتما گاندھی پر ختم کرتے ہیں۔ گویا ۱۹۰۸ء سے شروع کرتے ہیں اور ۱۹۴۸ء پر ختم کرتے ہیں۔ اگر بہت غیرت دلائی جائے اور واویلا مچایا جائے تو ضمنی طور پر طوعاً اور کرہاً مولانا ابوالکلام آزاد کا نام بھی لے لیا جاتا ہے۔ جو ذرا وسیع القلب اور بالغ النظر واقع ہوئے ہیں، یا جن کی عمر اُردو کے خوانِ یغما پر بسر ہوئی ہے یا جن کی راہ ورسم مسلم دانشوروں اور ادیبوں سے ہے، جب تحریک آزادی اور تقریر وتحریر کا ذکر لے کر بیٹھتے ہیں تو اس طویل مختصر فہرست میں دو چار نام اور شامل کر لیتے ہیں، یعنی مولانا محمد علی جوہر، شوکت علی، سر سید احمد خان، ڈاکٹر اقبال اور بس۔ بڑی دقت نظر اور عرق ریزی کا مظاہرہ کیا تو اس فہرست میں مولانا حسرت موہانی کا نام اور شامل کر لیا، اب رہا سوال ٹیپو سلطان، سراج الدولہ اور بہادر شاہ ظفر کا تو یہ نام ٹیلی ویژن سیریل پر مشاعرہ برپا کرنے یا پھر بنکم چندر چٹر جی کے مسلم دشمن ناول ''آنند مٹھ'' میں ہندو دشمن بتانے کے کام آتے ہیں۔

ہم لوگوں کا معاملہ یہ ہے کہ جب آزادی اور تحریک آزادی پر لکھنے بیٹھتے ہیں تو قلب کی کیفیت ایک بازی ہارے ہوئے جواری کی سی ہو جاتی ہے۔ آج کا مسلمان ایسے وقت کا منتظر ہے جب اگلا زمانہ پھر لوٹ آئے گا اور اسے اپنی ایک ایک چیز کا منہ مانگا دام ملے گا، کیونکہ اسے معلوم کہ ۱۸۵۷ء میں ۵ر لاکھ مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ دہلی سے امرتسر تک ایک درخت ایسا نہیں تھا جس پر کسی عالم کی لاش جھول نہ رہی ہو۔ ۳۰۰ر خدائی خدمتگار قصہ خوانی بازار میں سینے پر گولیاں کھا کر شہید ہوئے۔ تین ہزار مسلمانوں کو ''عبور دریائے شور'' یعنی کالا پانی کی سزا ہوئی تھی۔ کالا پانی کسی بھیانک سزا اور جزیزے کا نام تھا اس کا علم ہندوستانیوں کو اس وقت ہوا جب مولانا جعفر تھانیسریؒ نے اپنی رہائی سے ۲۰ر سال بعد سب سے پہلے، کالا پانی سے متعلق اپنی سوانح لکھی۔ یہی وہ کالا پانی تھا جس نے ویر ساورکر کو اپنی رہائی کے لیے انگریزوں کو ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۲ء کے دوران تین خطوط لکھنے پر مجبور کر دیا تھا، جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ ''اگر مجھے رہائی ملی تو میں انگریزوں کے لیے مفید ثابت ہو کر بتاؤں گا اور ملک میں جو گاندھی کی لہر چلی ہوئی ہے اس کے خلاف ایسا اقدام کروں گا جس سے انگریزوں کو فائدہ پہنچے، میں نے انگریزوں کے خلاف جو مسلح جنگ اور بغاوت پکاری ہے، میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ میری بہت بڑی غلطی تھی اور اب میں اس سے باز آتا ہوں''۔

اس اعتراف کے نتیجے میں ۱۹۲۳ء میں ساورکر کو رہائی نصیب ہوئی اور جیل سے چھوٹتے ہی انہوں نے گاندھی فیکٹر کے خلاف ایکٹ کرنا شروع کر دیا۔ کانگریس سے سودیشی تحریک شروع کی تو ساورکر نے کھادی کی مخالفت کی، جب مولانا محمد علی جوہر اور گاندھی جی نے انگریزی اسکولوں، کالجوں اور ملازمتوں سے باہر نکل جانے کے لیے کہا تو ساورکر نے ہندوستانیوں کو ملازمتوں میں شامل ہونے کا مشورہ دیا۔ ساورکر ۱۹۶۶ء میں مرے۔ وہ گاندھی قتل کیس میں ماخوذ تھے لیکن چونکہ خود گاندھی کے ساتھ بیرسٹری کا امتحان پاس کیا تھا اور قانونی موشگافیوں سے واقف تھے اس لیے وہ بے گناہ چھوٹ گئے۔

مسلمان اس حادثے سے بھی خوب واقف ہیں کہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں دہلی اور اودھ میں انگریزوں نے شاہی بیگمات کی بے حرمتی کی اور بادشاہ بیگم زینت محل (زوجہ بہادر شاہ ظفر) اور لکھنو کی نواب بیگم حضرت محل کے ساتھ تقریباً ۱۰۰ر بیگمات یا تو شہید ہوئیں یا جلاوطن کر دی گئیں۔ ۱۸۵۷ء کا دہلی اور اودھ خاک وخون میں لتھڑا ہوا اور ہر مسلم محلّہ خون میں نہایا ہوا ہے۔ غالب کے یہ اشعار ایک تاریخی دستاویز سے کم نہیں کہ ؎

بسکہ فعال ما یرید ہے آج ☆ ہر سلح شور انگلستان کا
گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے ☆ زہرہ ہوتا ہے آب انساں کا
چوک جس کو کہیں وہ مقتل ہے ☆ گھر بنا ہے نمونہ زنداں کا
شہر دہلی کا ذرہ ذرہ خاک ☆ تشنہ خوں ہے ہر مسلمان کا

آپ یقیناً پوچھیں گے کہ جنگ آزادی میں غالبؔ کون ہے؟ کوئی بتلائے یا نہ بتلائے، ہم بتلاتے ہیں کہ یہی وہ غالب ہیں جن کا بھائی یوسف مرزا عین غدر میں مارا گیا اور بغیر غسل اور کفن کے تہور خان کی مسجد کے صحن میں گھسیٹ کر دفن کر دیا گیا، یہی وہ غالبؔ ہیں جو مسلمان ہونے کے جرم میں کرنل برن کے پاس پھانسی پر لٹکائے جانے کے لیے چوک تک لے جائے گئے اور لطیفہ سنا کر چھوٹ گئے، یہی وہ غالبؔ ہیں جن کا عزیز دوست نما شاگرد اور بادشاہ وقت بہادر شاہ ظفر جلاوطن کر دیا گیا۔ دوسرا دوست یعنی نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ بھی اس تپش سے محفوظ نہ رہ سکا۔ ان کے علاوہ مولانا امام بخش صہبائی، نواب ابراہیم خان بنگش، نواب مرزا مظہر الدولہ اور دیگر ۳۰ر نوابین اور سرداران، سردار پہنچے۔ یہی وہ غالبؔ ہیں جنہوں نے اپنا آدھے سے زیادہ دیوان مولانا فضلِ حق خیرآبادی کے کہنے پر دریا برد کر دیا تھا۔ انہوں نے ہی غالبؔ کے کلام کو داد بھی دی اور لگام بھی لگائی۔ مولانا فضل حق خیرآبادی ایک نمبر کے انگریز دشمن اور مسلح جدو جہد کے حامی تھے۔ جنگ آزادی کا یہ بیج شاہ ولی اللہ نے بویا تھا۔ وہ اگر مغرب میں تھے تو ادھر مشرق یعنی بنگال میں ۱۷۶۳ء سے ۱۸۰۰ء کے درمیان منظور شاہ فقیر، چراغ علی شاہ اور فیروز علی بھی شریک تھے، شانتی موہن رائے اسی جنگ کا ایک حصہ تھے جنہوں نے سب سے پہلے یہ بیان جاری کیا تھا کہ ''عوام پسے جا رہے ہیں اس لیے یہ جنگ کر رہے ہیں۔'' خودی رام بوس بھی اسی مسلح جنگ کی پیداوار تھے۔

ان دنوں آزادی کے جن بڑے سورماؤں کے نام ہمارے برادران وطن اور ذرائع ابلاغ بار بار لیتے رہتے ہیں ان میں دو بڑے نام دادا بھائی نوروجی اور جمشید جی ٹاٹا کے بھی ہیں۔ سرکاری اخراجات پر ان کی بڑی بڑی یادگاریں قائم کی جا رہی ہیں اور برسیاں منائی جا رہی ہیں۔ یہ دونوں شخصیتیں پارسی تھیں۔ پاری قوم خود تارک وطن ہے۔ ان کا مذہب یہودیوں کی طرح نسلی ہے۔ دادا بھائی نوروجی ۱۸۲۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۷ء میں وفات پا گئے۔ جمشید جی ٹاٹا ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۴ء میں وفات پا گئے۔ دادا بھائی نے بمبئی کے الفنسٹن کالج میں ریاضی پڑھی اور کانگریس میں شامل ہو گئے۔ اس وقت کی کانگریس بالکل آج کی ہی کانگریس کی طرح محفوظ و مامون تھی۔ تاریخ بتاتی ہے کہ یہ دونوں پارسی بزرگ کبھی جیل نہیں گئے۔ انہوں نے کبھی انگریزوں کی لاٹھی نہیں کھائی، لیکن نہایت تزک واحتشام سے گول میز کانفرنسوں میں شریک ہوتے رہے۔ کئی کئی بار انگلستان گئے اور ہر واپسی پر ایک نیا پرمٹ، ایک نیا کارخانہ اور ایک نیا آرڈر ساتھ لاتے گئے، حد یہ ہے کہ ان کارخانوں کے قیام کے لیے انگریزوں نے نہ صرف یہ کہ اجازت نامے دیے بلکہ سرمایہ بھی فراہم کیا اور فنی ماہرین بھی مہیا کیے۔ جن دنوں یہ کارخانے اپنی چمنیوں سے دھواں اگل رہے تھے اور ہمارے برادران وطن صنعتی انقلاب کی جانب پیش قدمی کر رہے تھے، عین انہیں دنوں مولانا محمد علی جوہر ویسٹ منسٹر ایبے میں انگریزوں سے نبرد آزما تھے اور زندگی کی آخری سانسیں لے رہے تھے اور بیت المقدس میں دفن ہو رہے تھے اور مولانا حسرت موہانی جیل میں اپنے موٹے، میلے اور کھردرے ہاتھوں سے چکی پیس رہے تھے۔ اور انگیزوں کی مار سے پھٹی پھٹی انگلیوں میں جیل کے وارڈن سے مانگا ہوا کوئلہ پکڑ کر اپنی کوٹھری کی دیواروں پر لکھ رہے تھے۔ ؎

ہے مشقِ سخن جاری، چکّی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے، حسرت کی طبیعت بھی

اور پھر صرف اسی پر بس نہیں، بلکہ ان کی پردہ نشین بیوی گز سے ناپ ناپ کر کھادی کا کپڑا بیچ رہی تھیں، یہ کپڑا اس زمانے میں انقلاب کی علامت بن گیا تھا اور انگریزی سرکار کی نظر میں قابل گرفتاری جرم تھا۔

مسلمانوں کی معاشی بدحالی میں جو رہی سہی کسر تھی وہ ۱۹۲۱ء کی سودیشی تحریک نے پوری کر دی، آپ جن بڑی بڑی بین الاقوامی کمپنیوں کے نام سنتے ہیں، ان میں اکثر کی ایجنسیاں مسلمانوں کے ہاتھ میں تھیں، مثلاً باٹا کے جوتوں پر داؤد اینڈ کمپنی کی اجارہ داری قائم تھی۔ مغل لائن جہاز راں کمپنی مکمل طور پر مسلمانوں کی ملکیت تھی۔ دیگر جہاز راں کمپنیاں بوٹا والا صاحب اور آگ بوٹ والا کی ملکیت میں تھیں۔ اس کمپنی کے ملاح اور ذمہ داران جس محلّہ میں رہتے تھے وہ محلّہ آج بھی ممبئی میں نا خدا محلے کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اکسائیڈ بیٹری، مانچسٹر کا کپڑا اور برمنگھم کا کاغذ بالترتیب چنائے، آدم جی اور عبدالرحمٰن سیٹھ ہی درآمد کر سکتے تھے۔ اس طرح لپٹن، بُرک بانڈ، پرائمس اسٹو، سَن لائٹ، لائف بوائے، پیٹرومیکس کی گیس بتیاں اور دیگر لا تعداد انگریزی مصنوعات کی ایجنسیاں مسلمانوں کے ہی قبضے میں تھیں۔ لیکن جیسے ہی کانگریس نے سودیشی تحریک کا صور پھونکا، مسلمان تاجروں نے دھڑا دھڑ اپنی ایجنسیاں انگریزوں کو واپس کر دیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ ساری ایجنسیاں انگریزوں سے گجراتیوں اور مارواڑیوں نے اونے پونے حاصل کر لیں۔ ملک سے وفاداری کی یہ سزا معاشی بدحالی کی صورت میں بھارت کے مسلمان آج تک بھگت رہے ہیں۔

ہمارے پاس اس وقت ہزار ہا ہزار ایسے مسلمان مجاہدین آزادی کی فہرست ہے، جن میں علماء، دانشور، سیاسی اور سماجی رہنماؤں کے نام شامل ہیں اور جن میں خواتین بھی ہیں جو یا تو کم از کم دس دس سال تک انگریزوں کی قید با مشقت کی سزا بھگتے رہے اور بعض تو تاحیات جیلوں میں ہی بند رہے یا پھانسی پا گئے۔ ان میں وہ سورما بھی ہیں جن کے سر پر سخت دنوں میں کانگریس کی صدارت کا تاج رکھا گیا۔ اس فہرست میں:

(۱) بدرالدین طیب جی ۱۸۸۷ء (مدراس) (۲) محمد رحمت اللہ سیانی ۱۸۹۶ء (کلکتہ)
(۳) نواب سید محمد بہادر ۱۹۱۳ء (کراچی) (۴) سید محسن امام ۱۹۱۸ء (ممبئی)
(۵) حکیم اجمل خان ۱۹۲۱ء (احمد آباد) (۶) مولانا ابوالکلام آزاد ۱۹۲۳ء (دہلی)
(۷) مولانا محمد علی جوہر ۱۹۲۳ء (کوک ناراہ) (۸) ڈاکٹر مختار احمد انصاری ۱۹۲۷ء (مدراس)

جیسے مبارک نام شامل ہیں۔ یاد رہے کہ مولانا آزاد کا عرصۂ صدارت ۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۶ء رہا۔ جو سب سے زیادہ ہے اور وہ واحد شخص ہیں جو دو مرتبہ کانگریس کے صدر چنے گئے۔ علماء اور مسلم دانشوران کی جدو جہد کی یہ عظیم تاریخ نئی نسلوں کے جاننے کی ہے کہ حق کے لئے کس طرح کوشش کی جاتی ہے، علماء اسلام کے اس سلسلہ کے کارنامے ہندوستان کے وسیع اور مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں جن کے لہو سے یہ مٹی سیراب ہوئی اور جن کی قربانیوں کے اثر سے ہمیں تازہ ہوا میں سانس لینا نصیب ہوا۔

مولانا محمد شاهد قاسمی کے والدماجد جوار رحمت میں

نہایت ہی دکھ کے ساتھ یہ خبر دی جا رہی ہے کہ مولانا محمد شاہد قاسمی امام وخطیب مریم مسجد مولا باغ نیا ٹولہ پھلواری شریف، پٹنہ کے والد ماجد جناب عبدالواجد علی ہرنوتھ ضلع بھاگلپور مختصر علالت کے بعد ۴ر دسمبر ۲۰۲۳ء کو رحلت فرما گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون ان کی عمر ۹۵ر سال کے قریب تھی، مرحوم ایک دین دار اور صاحب تقویٰ آدمی تھے، ان کا علماء وائمہ سے قلبی لگاؤ تھا، وہ امارت شرعیہ اور یہاں کے اکبر ومشائخ سے بھی عقیدت مندانہ تعلق رکھتے تھے، ادھر چند ماہ قبل پھسل جانے کے باعث پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی اس لئے چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو گئے تھے، اس پر مستزاد یہ کہ کبرسنی نے جسمانی قویٰ کو کمزور کر دیا تھا، ان سارے عوارض میں گھرے ہوئے ہو تھے، دوا علاج جاری تھا، مگر وقت موعود آ پہونچا اور رب ذوالجلال سے جا ملے، ان کی رحلت پر ادارہ نقیب ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور مرحوم کے لئے دعاء مغفرت، قارئین سے بھی مرحوم کے لئے بلندی درجات کی دعا کرنے کی درخواست ہے (ادارہ)

Scanned with CamScanner

ہندوستان میں مسلم حکمرانوں کی مذہبی رواداری

تنویر عالم حسامی

عہد ماضی میں اس ملک پر مسلمانوں کی حکومت رہی ہے، وہ یہاں آئے تو ان کو یہاں کے ایسے باشندوں سے سابقہ پڑا جوان کے ہم مذہب اور ہم مشرب نہیں تھے، تاہم انہوں نے یا برادران وطن کے ساتھ فراخ دلی، رواداری، بے تعصبی اور کشادہ دلی کا ثبوت دیا؟ اس سلسلے میں یہ کہنا تو درست نہیں ہوگا کہ مسلم افواج ہمیشہ پھول برساتی رہیں، اس کی فوج کے نیزوں سے کسی کو کاری زخم نہیں لگا، لڑائی بہر حال ہولناک اور خون ریز ہوا کرتی ہے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ خون ریز اور ہولناک لڑائیوں کے بعد اب عرب فاتحین کا سلوک مفتوحین کے ساتھ کیسا رہا؟ اس کا جواب پہلے ہم خود غیر مسلم حضرات کی تحریروں سے پیش کرتے ہیں کہ یہ حق کو ثابت کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، چنانچہ مشہور قلم کار جگت رائے اپنی کتاب پر مانندی پنچ دی سیکا میں اورنگ زیب کے متعلق لکھتے ہیں: ''یہاں اورنگ زیب بادشاہ کی حکومت ہے، جو کسی سے نہیں ڈرتا، اس کی حکومت میں مذہبی خیال کے لوگوں کو اپنے اپنے علاقے میں کسی قسم کا خوف نہیں، اس سے ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنے مذہبی عقائد میں آزاد تھا۔ (مذہبی رواداری: ۳؍۱۷۷) ڈاکٹر بنی پرشاد لکھتے ہیں: ''ہندوستان میں کسی حکومت کے مقبول ہونے کے لیے ایک ضروری شرط یہ بھی ہے کہ اس کے باشندوں کو مذہبی فرائض انجام دینے اور عبادت کرنے میں آزادی ہو، ہندوستان کے مسلم حملہ آوروں نے مذہبی رواداری کی اہمیت کو بہت جلد محسوس کرلیا تھا اور اپنی حکمت عملی اس کے مطابق بنائی (ہسٹری آف جہانگیر: ۸۸-۸۹) پروفیسر بی این پانڈے نے ہندی اقوام کے درمیان ثقافتی اور جذباتی ہم آہنگی پیدا کرنے کی خاطر ایک موضوع کا انتخاب کیا، وہ یہ کہ تاریخ کا نصاب کیا ہو؟'' چنانچہ انہوں نے اس موضوع پر پارلیمنٹ میں ایک لمبی تقریر کی، جس کے کچھ حصے آپ کے سامنے پیش کئے جارہے ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں: ''بدقسمتی سے ہمارے اسکولوں اور کالجوں میں گذشتہ کئی نسلوں سے جو کتابیں پڑھائیں جارہی ہیں، وہ وہی ہیں، جو یورپی مصنفوں کی لکھی ہوتی ہیں، جو ہماری قومی زندگی کے سرچشمہ کو آلودہ کئے ہوئے ہیں، ان کتابوں میں ایسے بے بنیاد اختلاف پر زور دیا گیا ہے کہ ہندو مسلمان کس طرح ایک دوسرے کے خلاف تشدد آمیز رویہ اختیار کئے ہوئے تھے، ان تاریخوں میں یہ بھی غلط دکھایا گیا کہ مسلمان ہندوؤں کے کلچر اور روایات کو تہس نہس کرنے میں مشغول رہے، ان . مندروں اور محلوں کا انہدام کیا اور ان کے سامنے یہ خوفناک شرط پیش کرتے رہے کہ اسلام قبول کرو، ورنہ تلوار استعمال کی جائے گی، پھر یہ چیزیں زندگی کے اس زمانے میں پڑھائی جاتی ہیں جب ذہن پر کسی چیز کا گہرا اثر پڑ جاتا ہے، تو پھر اس کا دور ہونا مشکل ہوتا ہے، اس لیے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ہندو مسلمان ایک دوسرے کو شک وشبہ کی نظروں سے دیکھنے کے عادی ہوگئے اور ان میں باہمی عدم اعتمادی پیدا ہوگئی۔ (مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری: ۳؍۳۱۳)

یہ حقیقت ہے کہ ہر زمانہ میں سیاست کا ایک جزء جنگ وجدل بھی رہا ہے اور میدانِ جنگ یا جنگ کے زمانے میں کیا کچھ نہیں ہوتا، بعض زیادتیوں کا سرزد ہونا کوئی بعید نہیں، انسان بہر حال غلطی کا پتلا ہے، اس سے بعض مظالم کا واقع ہونا عجب نہیں، لیکن یہ کسی طور مناسب نہیں کہ کسی ملک کے یا کسی دور کی صرف خون ریزی اور ہولناکی کی داستان جمع کی جائے اور فریقین کے درمیان نفرت کا بیج بونے کے لیے حقائق سے قطع نظر بناوٹی اور دل آزار واقعات پیش کئے جائیں۔ یقیناً آپ کو مسلم عہد کے ضرور ایسے مواد ملیں گے جن میں مہر ومحبت کی داستانیں دلجوئی اور دلنوازی کی حکایتیں ہوں۔

محمد بن قاسم کی رواداری: اس بات سے کون شخص واقف نہیں ہوگا کہ سندھ کے وسیع وعریض علاقے میں سب سے پہلے محمد بن قاسم نے فاتحانہ قدم رکھا اور جنہوں نے بعد کے مسلم حملہ آوروں کے لیے ہندوستان میں داخل ہونے کا دروازہ کھول دیا، مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب وہ سیوستان سیسم کی طرف بڑھا، تو راستہ میں راجہ داہر کے ایک ماتحت حاکم کا کوتک نے اس کی اطاعت قبول کر لی، وہ مذہبا بدھسٹ تھا، جب اپنے ماتحت سرداروں اور معتمدوں کے ساتھ محمد بن قاسم کے پاس پہنچا تو اس نے اس کی بڑی عزت کی، محمد بن قاسم نے ان سے پوچھا کہ: اے ہندی! امیر تمہارے خلعت دینے کی کیا صورت ہے؟ ''کاکا'' نے جواب دیا کہ خلعت پانے والے کو کرسی دی جاتی ہے، اس کو ریشم اور حریر کے ہندو وضع کے کپڑے پہنائے جاتے ہیں اور سر پر پگڑی باندھی جاتی ہے، محمد بن قاسم نے کاکا کو اسی طرح خلعت عطا کی۔ مسلم حکمرانوں کی مذہبی رواداری: ۱؍۹) برہمن آباد میں ایک بہت بڑا مندر تھا، لڑائی کے زمانہ میں یہاں لوگوں کو آنا جانا بند ہوگیا تھا، فتح کے بعد بھی لوگ خوف کی وجہ سے یہاں نہیں آتے تھے، جس سے اس کی آمدنی ختم ہوگئی تھی، مندر کے برہمن اور مہنت فاقہ کرنے لگے، ایک روز محمد بن قاسم کے دروازے پر آئے اور دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ: اے میرے عادل! آپ کو بقا حاصل ہو، ہم مندر کے پجاری ہیں، ہم کو اسی مندر سے روزی ملتی ہے، آپ نے سب پر رحم کیا، امید کہ آپ ہندوؤں کو حکم دیں گے کہ مندروں میں آکر اپنے معبدوں کو پرستش کریں گے محمد بن قاسم نے یہ سب لکھ کر حجاج بن یوسف کو بھیجا، وہاں سے جواب آیا کہ: جب وہ ذمی ہوگئے ہیں تو ان کے جان: ومال میں کسی طرح کا تصرف صحیح نہیں، ان کو اجازت دے دی جائے کہ وہ اپنے معبودوں کی عبادت کریں، مذہب کی پیروی میں کسی شخص پر جبر نہ کیا جائے، تاکہ وہ اپنے گھر میں جس طرح چاہیں رہیں۔ مسلم حکمرانوں کی مذہبی رواداری: ۱/ ۱۶-۶۵)

محمد بن تغلق کی رواداری: ہندوستان کے مسلم حکمرانوں میں ایک کامیاب بادشاہ محمد بن تغلق بھی گزرا ہے، جس نے عدل وانصاف کا ایسا زبردست نمونہ پیش کیا کہ تاریخ ہند میں اس کی مثالیں کم ہی ملیں گی، حکومت کے بڑے بڑے سے عہدیدار، یہاں تک کہ خود سلطان کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کی عام اجازت تھی، چنانچہ ایک بار ایک غیر مسلم نے دعوی کیا کہ سلطان نے اس کے بھائی کو بلا وجہ قتل کرادیا ہے، سلطان بھی عام ملزموں کی طرح عدالت میں حاضر ہوا، قاضی نے فیصلہ کیا کہ سلطان کا جرم ثابت ہے، مقتول کے ورثہ کو یا تو خون بہادے کر راضی کرے ورنہ قصاص لیا جائے گا، سلطان نے خون بہادے کر ورثاء کو راضی کرلیا، جب جاکر جان چھوٹی۔ (آئینہ تاریخ: ۱/ ۱۱۳)

سلطان محمود غزنوی کا عدل: سلطان محمود غزنوی کا چھوٹا بھائی امیر نصر جو خراسان کا امیر تھا، سلطان کے پاس اقامت کے دوران ایک واقعہ پیش آیا کہ زین خانہ سے ایک روز جواہرات سے مرصع لگام چوری ہوگئی، جب چوری پکڑی گئی تو چور ایک ہندو رکاب دار تھا، امیر نصر نے حکم دیا اس کو باندھ کر بیس کوڑے لگائے جائیں، پرچہ نویسوں نے سلطان کی خدمت میں ایک پرچہ پیش کیا، سلطان نے پڑھا تو اس کو بہت رنج ہوا اور سخت غصہ ہوا، کیونکہ اس نے بادشاہ کی موجودگی میں غلام کو سزا دی، جس کا وہ اہل نہیں تھا۔ (ہندوستان کی بزم رفتہ کی سچائی کہانیاں حصہ اول: ۵)

بلبن کا انصاف اور حق پرستی: جس طرح بلبن دربار کے آداب اور قواعد وغیرہ کا خیال رکھتا تھا، اسی طرح انصاف اور حق پرستی کو بھی پوری طرح مدنظر رکھتا تھا، کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ جامدار نامی شخص کے بیٹے ملک نعیق نے جو شاہی امراء میں تھا ور چار ہزار سواروں کا مالک اور صوبہ دار تھا، ایک فراش کو اس قدر مارا اور درے لگائے کہ بے چارہ مرگیا، تو اس فراش کی بیوہ فریاد لے کر بلبن کے پاس آئی، بلبن نے تمام واقعہ سننے کے بعد حکم دیا کہ ملک نعیق کو بھی اتنے ہی درے لگائے جائیں، تاکہ اس کا حشر بھی ویسا ہی ہو، بلبن کے حکم کی تعمیل کی گئی، بالآخر جب اس کی روح پرواز کرگئی تو اس کی لاش شہر کے دروازے پر لٹکا دی گئی۔ (تاریخ فرشتہ مقالہ دوم: ۲۸۱)

بابر کا عدل: بابر کی فوج کوچ کرتی تو اس کی کوشش ہوتی تھی کہ جو علاقے اس کے تصرف میں آچکے ہیں، وہاں کے لوگوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے اگر وہ کوئی ظلم وستم کرتی تو پوری سزا دیتا، مثلاً ۹۲۵ھ میں اس کی فوج بھیرہ میں داخل ہوئی تو وہ لکھتا ہے کہ لوگوں نے عرض کیا کہ کچھ سپاہیوں نے بھیرہ والوں کو ستایا اور ان پر دست درازی کی ہے، فوراً ان سپاہیوں کو گرفتار کر کے بعض کو سزائے موت کا حکم دیا (جو مستحق تھے) اور بعض کی ٹانگیں کٹوا کر تشہیر کرایا۔ تزک بابری اُردو ترجمہ: ۲۲۷)

شیر شاہ کی امداد: جب مالدیو کے ایک ہندو راجہ نے مالدیو اور اس کے مضافاتی علاقوں پر چڑھائی کی اور سابق راجاؤں کو بے دخل کر دیا تو مظلوم راجاؤں نے موقع پا کر شیر شاہ سے پناہ مانگی اور ان راجاؤں نے مالدیو کے افسروں اور سرداروں کی طرف سے شیر شاہ کے نام ہندی زبان میں خطوط بھیجے لکھے، جن کا مضمون یہ تھا: ''ہم لوگ مجبوراً مالدیو کی اطاعت کررہے ہیں اور ہم نے کسی غیبی امداد کے بھروسہ پر راجہ کے ظلم وستم برداشت کئے، خدا کا شکر ہے کہ آپ جیسا بادشاہ اس ملک پر حملہ آور ہوا ہے، تاکہ اس ظالم سے ہمارے بدلے لے، ہم وعدہ کرتے ہیں کہ جس وقت آپ کی فوج یہاں پہنچ جائے گی ہم مالدیو سے علاحدہ ہوکر آپ کی مدد کریں گے۔ ان خطوط کے مضمون کے مطابق شیر شاہ کا جواب بھی بادشاہ کی طرف اسی طرح لکھا گیا کہ: ''اگر خدا نے چاہا تو میں مالدیو کو شکست دے کر تمہاری دادرسی کروں گا اور تمہارے موروثی علاقے دیگر تمہارے مراتب بلند کروں گا تم لوگوں کو چاہیے کہ صبر وسکون کے ساتھ میرا ساتھ دو۔'' (تاریخ فرشہ مقالہ دوم: ۴۳-۶۴۴) شیر شاہ کے دور میں ہر سرائے کے دو دروازے تھے، ایک دروازے پر پکا ہوا کھانا وجنس وغلہ وغیرہ مسلمانوں کو اور دوسرے پر اسی طرح ہندوؤں کو تقسیم کیا جاتا تھا، تاکہ مسافروں کو کسی قسم کا تکلیف نہ ہو۔ (تاریخ فرشتہ مقالہ دوم: ۶۴۵)

جہانگیر کی رواداری: جہانگیر نے بھی ہندو ارباب کمال کی قدر دانی میں کوئی کمی نہیں کی، اس کے زمانہ میں جد روپ گوسائیں ایک مشہور پنڈت تھا، جہانگیر خود اس کی ملاقات کو جاتا تھا اور گھنٹوں اس کے پاس بیٹھا تھا، رائے منوہر لال ولد لون کرن جہانگیر کے زیر سایہ تعلیم وتربیت پا کر جوان ہوا، فارسی شاعری اور خوشخطی میں خاص سلیقہ رکھتا تھا، اس کے دربار کا مشہور نقاش بشن داس تھا، جس کو اس نے ایران بھیجا تھا۔ ہندوستان کے مسلمان کے حکمرانوں کے عہد کی تمدنی کارنامے: ۳۳-۲۳۴)

داراشکوہ کی دلچسپی ھندوؤں کے علوم وفنون سے: داراشکوہ خود ہندوؤں کے علوم وفنون میں کمال رکھتا تھا، اس کا دربار ہند وفضلاء سے بھرا ہوا تھا، اس کے دربار کا نامور شاعر جس کو ملک الشعراء کہنا چاہیے چندر بھان برہمن تھا۔ (ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کے تمدنی کارنامے: ۲۳۴)

شاہجہاں کی ہندو شعراء کی حوصلہ افزائی: شاہ جہاں بھی اکبر وجہانگیر کی طرح اہل کمال ہندوؤں کی برابر سرپرستی کرتا رہا، ۱۰۶۱ھ میں ایک ہندو شاعر نے اس کے نام پر ایک گیت کہا تو اس کو دو ہزار روپے اور ایک ہاتھی مرحمت کیا، (خافی خان: ۱؍۶۰۷) ایک بار یمین الدولہ نے ترہٹ کے دو برہمنوں کو دربار میں پیش کر کے عرض کیا کہ یہ دونوں دس ہندی کتھائیں جو دس شاعروں نے تازہ کہی ہوں اور کسی نے نہ سنی ہوں ایک بار سن کر یاد کر لیتے ہیں اور اسی وزن اور مضمون میں دس اشعار فی البدیہہ کہہ دیتے ہیں، امتحان ہوا تو سچ ثابت ہوا، شاہ جہاں نے دونوں کو خلعت اور ہزار روپے انعام دیے۔ (بادشاہ نامہ: ۱/ ۲۶۹ بحوالہ بزم تیموریہ: ۲/ ۲۳۴-۲۳۷)

عالمگیری رواداری: عالمگیر کی سرپرستی نہ صرف مسلمان فضلاء شعرا تک محدود ہے، بلکہ انہوں نے ہندو اہل علم وکمال کو بھی اپنا رہین منت بنایا، ہندی کا مشہور رزمیہ نگار شاعر بیرداس اور بھوشن کوی کا بھائی جنائی کوی اورنگزیب ہی کی سایہ عاطفت میں بڑھا۔ اس حقیقت کو علامہ شبلیؒ اس طرح واضح کرتے ہیں کہ: ''عام خیال یہ ہے کہ اورنگزیب ہندوؤں کے علوم اور زبان سے نہایت نفرت رکھتا تھا، لیکن مسلمانوں نے بھاشا زبان پر جس قدر اس کے زمانہ میں توجہ کی پہلے نہیں کی تھی۔'' (مقالات شبلی: ۲/ ۵۸ بحوالہ بزم تیموریہ: ۸۰)

سلطنت میسور کے پہلے مسلم فرماں روا حیدر علی جب بھی کسی نئے علاقے کو فتح کر کے سلطنت میسور میں شامل کرتے تو وہاں کے عوام کو بغاوت سے دور رکھنے کے لیے وہ ان کے یہاں مروج قوانین وروایات میں تبدیلی سے گریز کرتے، ہندوؤں کو اپنے مذہب پر عمل کی آزادی تھی، یہاں تک کہ میسور کا اقتدار سنبھالنے کے بعد وہاں چلے آرہے سکوں پر ہندو دیوی دیوتاؤں کی تصویریں کو بحال رکھا، تاکہ ہندوؤں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔ (سیرت سلطان ٹیپو: ۱۴۸) حیدر علی مذہبی مقامات، مندروں ومساجد کی حفاظت اور اس کی آمدنی کے لیے ذرائع پیدا کرتا، (سیرت سلطان ٹیپو: ۱۵۱)

ہندوستان میں مسلم حکمرانوں کی رواداری کے یہ چند بکھرے ہوئے نمونے ہیں، جن سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مسلم حکمراں ہندوؤں کے مذہبی جذبات کی کس قدر رعایت کرتے تھے اور ان پر کس درجہ اعتماد کر کے . بڑے بڑے عہدو مناصب دیا کرتے تھے، جو لوگ مسلم حکمرانوں کو متعصب، شدت پسند اور بے رحم گردانتے ہیں در حقیقت وہ خود تعصب کی عینک لگا کر مسلمانوں کی تاریخ کو پیش کرنے کی سعی نامسعود کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

بچوں کی تعلیمی کیریئر پرٹی وی کے اثرات

ڈاکٹر مرضیہ عارف (بھوپال)

آج کے دور کو سائنس کی ترقیات اور چمک ودمک کا دور کہا جاتا ہے اور اس کی ایجادات میں سب سے زیادہ اور تیزی کے ساتھ فروغ پانے والی ایجاد الیکٹرانک میڈیا (برقی ذرائع ابلاغ) ہیں جنکی ایک قسم ٹیلی ویژن ہے جو بذاتِ خود تو بری نہیں لیکن اس کا بیجا استعمال ضرور نقصان دہ ہے، ٹیلی ویژن کے پھیلاؤ کا یہ عالم ہے کہ آج ہر گھر میں اس کی پہونچ ہوگئی ہے، کھاتے پیتے شہری ہی نہیں، جھگیوں اور مواضعات میں رہنے والے بھی ٹی وی دیکھ کر اپنی تفریح کا سامان کر لیتے ہیں خاص طور پر جب سے سیٹلائٹ چینل اور کیبل ٹی وی کا چلن بڑھا ہے تو ٹی وی کا دائرہ بڑھتا جارہا ہے، اب رات ودن ۲۴ گھنٹے اس کے مختلف پروگرام الگ الگ چینلوں میں دکھائے جاتے ہیں اور گھر کے سبھی ممبر چھوٹے ہوں یا بڑے، بچے ہوں یا بوڑھے، ان کو دیکھتے ہیں اور جب کوئی مقبول پروگرام آتا ہے تو گھر کے لوگ تمام کام وکاج چھوڑ کر ٹی وی اسکریٹرین کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں یہاں تک کہ ضروری کاموں کی بھی انہیں پرواہ نہیں ہوتی۔

گھر کے بڑے اور ذمہ دار تو پھر بھی اپنے ضروری کاموں کو انجام دیکر ٹی وی کی طرف رخ کرتے ہیں یا اپنے پسندیدہ پروگرام دیکھ کر کام کاج میں مصروف ہوجاتے ہیں لیکن بچوں کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ ان کے ذہن خام ہوتے ہیں، اپنے لئے کیا اچھا ہے اور کیا برا اس کا بھی انہیں زیادہ لحاظ نہیں رہتا اس لئے ان کی نگرانی نہ کی جائے تو وہ اپنا زیادہ وقت ٹی وی اسکرین کے سامنے گزار کر ضائع کردیتے ہیں، پڑھنے لکھنے کی ذمہ داری سے منہ چراتے ہیں، تفریحی پروگرام دیکھنے میں ہی وقت نہیں لگاتے بلکہ فلر کے طور پر اس کے درمیان میں جو اشتہارات دکھائے جاتے ہیں ان کو بھی نظریں گڑا کر دیکھتے ہیں، ان اشتہارات کا بچوں کی عام نفسیات پر برا اثر پڑ رہا ہے ایک سروے کے مطابق اونچے طبقہ کے ۶۸ء۴۷ فیصد بچے، درمیانی طبقہ کے ۶۲ء۲۳ فیصد بچے اور نچلے طبقہ کے ۵۵ء۵۵ فیصد بچے روزانہ تین سے چار گھنٹے ٹی وی دیکھتے ہیں، ایک دوسرے سروے کے مطابق ان میں سے ۶۳ء۹۰ فیصد بچوں کو ٹی وی کے اصل پروگراموں کے مقابلہ میں اشتہار دیکھنے سے زیادہ دلچسپی ہوتی ہے، اس کا احساس مختلف استعمال کی اشیاء بنانے والے صنعتی اداروں کو بھی ہوگیا ہے اس لئے وہ اپنی مصنوعات کو بازار میں مقبول بنانے کے لئے خاص طور سے ایسے اشتہارات تیار کراتے ہیں جو بھولے بھالے دل ودماغ پر قبضہ کرسکیں کیونکہ انہیں وہ اپنے گاہکوں کی نظر سے دیکھتے ہیں، ان اشتہارات کا سب سے زیادہ اثر بچوں کے اخلاق وکردار پر پڑ رہا ہے وہ اشتہارات کی نقل میں لکھنے وپڑھنے میں دل لگانے کے بجائے کھیل وکود اور کرتب بازی پر زیادہ دھیان دینے لگے ہیں، ان کی نظر میں اچھی ماں وہ ہے جو ان کی ہر خواہش کے آگے سر جھکادے اور شاندار باپ وہ ہے جو ان کی کسی فرمائش پر انکار نہ کرے۔

ہم کہتے تو یہ ہیں کہ بچے ملک وسماج کا مستقبل ہوتے ہیں لیکن اس مستقبل کی تعمیر وتشکیل پر توجہ نہیں دیتے، جو بچے خیالی تصورات وبے جا خواہشات میں مبتلاء ہو کر اپنا وقت ضائع کرتے ہیں بھلا وہ کیسے ہمارے مستقبل کا اثاثہ ثابت ہوسکتے ہیں، ہم مشرق کے لوگ مغرب اور اس کی ترقیات کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ کر ان کی نقل کرنا تو چاہتے ہیں لیکن مغربی ملکوں کے تجربات سے فائدہ اٹھانے پر دھیان نہیں دیتے، ٹیلی ویژن کے بچوں پر مضر اثرات کے شکار ہم سے کافی پہلے مغربی ممالک ہوچکے ہیں، اس لئے انہوں نے اس کا منصوبہ بند طریقہ سے مقابلہ بھی کیا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ مغرب کے ان تجربات کو ہمارے یہاں بھی پیش نظر رکھا جائے اس سلسلے کی روشن مثال سویڈن اور ناروے وغیرہ نے پیش کی ہے جہاں بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کو سامنے رکھ کر بنائے گئے اشتہارات پر روک لگادی گئی ہے، اسی طرح امریکہ میں بچوں کے ٹی وی دیکھنے کی حوصلہ شکنی کی جارہی ہے، ایک جائزہ کے مطابق ۱۹۸۰ء کے بعد سے بچوں کی ٹی وی بینی میں بیس فیصد تک کمی آگئی ہے۔

مغربی ملکوں میں سب سے زیادہ تشویش اس بات کو لیکر ظاہر کی جارہی ہے کہ ٹی وی پروگرام بچوں کی تعلیم کو بہت متاثر کررہے ہیں، یوروپ وامریکہ کے ماہرین تعلیمات، نفسیات اور عمرانیات کی طرف سے جب اس پر خصوصی تحقیق کی گئی تو انہیں اندازہ ہوا کہ ٹی وی اسکرین کے سامنے زیادہ وقت صرف کرنے والے بچوں کی تعلیم ہی برباد نہیں ہوتی، والدین سے ان کے تعلقات میں بھی فرق آتا ہے، بچوں اور ان کے ماں باپ کے درمیان کا فاصلہ بڑھا ہے، پہلے بچے رات کو سوتے وقت اپنے بڑے بوڑھوں کے ساتھ ہنستے بولتے اور ان سے کہانیاں وقصے سنتے تھے، کئی وہ باتیں پوچھ لیتے تھے جو انہیں معلوم نہیں ہوتی تھیں، ان مواقع سے بچوں کو سیکھنے اور سمجھنے میں کافی مدد ملتی تھی، ان کا دماغ سوچنے اور عمل کرنے کے قابل بنتا تھا، اب والدین اور بچوں کا باہم مل بیٹھنا ٹی وی کی نذر ہوگیا ہے اور بچوں کے سیکھنے کے مواقع پر ٹی وی کی تفریحات غالب آگئی ہیں، پہلے بچے جو وقت اسکول کے علاوہ اپنے گھروں میں پڑھنے لکھنے اور اسکول کا ہوم ورک کرنے میں گزارتے تھے اب وہ ٹی وی دیکھ کر ضائع کررہے ہیں، نرسری اور پرائمری اسکولوں کے ٹیچروں نے ایسے بچوں کی عادت واطوار کا مشاہدہ کیا تو انہیں اندازہ ہوا کہ پہلے بچوں میں خیال افروزی یعنی سوچنے وسمجھنے کی صلاحیت زیادہ تھی، وہ اپنے لئے کھیل خود ایجاد کرلیا کرتے تھے، کھلونے اپنے ہاتھ سے بناتے تھے، جب سے ٹی وی ان پر حاوی ہوا ہے وہ سوچنے اور اختراع کرنے کے بجائے وہی کرنے لگے ہیں جو ٹی وی ان سے کہتا ہے یا جو وہ ٹی وی پر دوسروں کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ بچوں میں محنت وکوشش کی عادت بھی کم ہورہی ہے، جب وہ آدھے گھنٹے کے ٹی وی پروگرام میں بڑے سے بڑے مسئلہ کا اطمینان بخش حل نکلتا ہوا دیکھ لیتے ہیں تو اس سے ان میں کچھ کرنے اور آگے بڑھنے کے بجائے تساہلی پیدا ہوتی ہے جو ان کی جسمانی وذہنی دونوں صحتوں کو نقصان پہونچا رہی ہے اور اس کے اثرات ان کے تعلیمی کیریر پر بھی پڑرہے ہیں، آپ کہیں گے کہ میں یہاں ٹیلی ویژن کے صرف منفی پہلو گنارہی ہوں، بچوں کی تخلیقی وتعلیمی صلاحیتوں کو ٹی وی سے جو نقصان پہونچ رہا ہے اسی پر میرا اسارا زور ہے، جی نہیں ٹی وی کے کچھ مثبت پہلو بھی ہیں اور ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ بچہ ٹی وی پروگرام دیکھ کر دنیا کے حالات وکوائف سے واقف ہوجاتا ہے، اس کی معلومات کے ساتھ ساتھ بولنے کی صلاحیت بڑھتی ہے، اس کے الفاظ کے ذخیرہ میں اضافہ ہوجاتا ہے، اگر وہ ٹی وی کے تعلیمی وتربیتی پروگراموں میں دلچسپی لے تو پڑھنے لکھنے میں اس کے لئے یہ مددگار ثابت ہوسکتے ہیں لیکن ٹی وی کے تعمیری نتائج کے مقابلہ میں نقصان دہ پہلو کچھ زیادہ ہیں اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ ٹی وی کو بچوں کے لئے قطعی ممنوع قرار دینے کے بجائے اس کا استعمال محدود کردیا جائے، وہ اپنے فرصت کے لمحات میں اصلاحی سبق آموز اور صاف ستھرے تفریحی پروگرام دیکھیں، سرپرستوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ٹی وی کو بچوں پر حاوی نہ ہونے دیں، خود ساتھ بیٹھ کر اچھے ٹی وی پروگرام بچوں کو دکھائیں اور ان کے جو منفی پہلو ہو اس کے نقصانات بھی بچوں پر واضح کردیں، خاص طور پر بچوں کے مطالعہ یا اسکول کا ہوم ورک کرنے اور اسی طرح کے دوسرے ضروری کاموں کا جو وقت ہے اس میں بچوں سے ٹی وی کو دور رکھیں۔

یاد رکھئے! جن گھروں میں ٹیلی ویژن گھنٹوں چلتا رہتا ہے تو صوتی آلودگی سے بچوں کی سماعت پر اس کا برا اثر پڑتا ہے، امریکہ میں ۳۰ سے ۳۵ فیصد بچے اسی لئے بہرے پن کے شکار ہوگئے ہیں، کتنے ہی بچوں کی بینائی خراب ہوچکی ہے اور انہیں کم عمری میں عینک کا سہرا لینا پڑا ہے، حقیقت یہ ہے کہ بچے کچی مٹی کی طرح ہوتے ہیں جس سانچے میں چاہیں، آپ انہیں ڈھال سکتے ہیں مگر اس کے لئے ان کے بڑوں کو بھی تھوڑا بدلنا پڑے گا، تبھی آپ ان کی صحیح نگرانی اور رہبری کرسکتے ہیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی مشغول زندگی کا کچھ وقت بچوں کے لئے فارغ کریں اور ان کو ساتھ بٹھا کر ایسے ٹی وی پروگرام دیکھیں جو معیاری ہوں، اسی طرح بچوں کے تعلیمی کیریر پر ٹی وی کے مضر اثرات کا مقابلہ کرکے اس کی خوبیوں سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۴۴۵/۳۰۵۲/۵۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ، مدھوبنی)

رشیدہ خاتون بنت محمد الیاس مقام سرحوارہ پوسٹ شیخ پور ڈنگروارہ بلاک کیوٹی ضلع دربھنگہ۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد نظم ولد محمد فاروق مقام سرحوارہ پوسٹ شیخ پور ڈنگروارہ بلاک کیوٹی ضلع دربھنگہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول ''رشیدہ خاتون بنت محمد الیاس'' نے آپ فریق دوم ''محمد نظم ولد محمد فاروق'' کے خلاف دارالقضا امارت شرعیہ ''مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ'' مدھوبنی میں تقریباً ڈھائی سال سے غائب غیر مفقود الخبر ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ وحق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دارالقضا کو دیں۔ اور آئندہ تاریخ سماعت ۲؍رجب المرجب ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵؍جنوری ۲۰۲۴ء روز ''سوموار'' کو آپ خود مع شواہد وثبوت بوقت ۹؍بجے دن دارالقضا ''دملہ'' میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کردیا جائے گا۔ فقط قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۱۴۴۵/۱۱۳۷۵/۸ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول)

شبنم پروین بنت عبدالخالق، مقام جگدیش پور، ڈاکخانہ نہرہ، ضلع دربھنگہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد نظام الدین ولد محمد اکرام الحق مرحوم، مقام پورا، ڈاکخانہ کباریہ، ضلع دربھنگہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں آپ کی بیوی فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول میں فسخ نکاح کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۴؍جنوری ۲۰۲۴ء مطابق ۲۱؍جمادی الآخرہ ۱۴۴۵ھ روز جمعرات پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

ہفتۂ رفتہ

محمد اظہار

جج کو فیصلہ سناتے وقت ذاتی خیالات سے گریز کرنا چاہئے: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے مشاہدہ کیا کہ کلکتہ ہائی کورٹ نے ایک ایسے شخص کو کی سزا کو منسوخ کردیا جس کو نچلی عدالت نے سنایا تھا معاملہ یہ ہے کہ ایک نابالغ لڑکی سے شادی کرنے کے بعد بچی کا باپ بن گیا تھا۔اسے انتہائی قابل اعتراض اور مکمل طور پر نامناسب قرار دیا ہے۔جسٹس ابھے ایس اوکا اور پنچ مٹھل کی پینچ نے ہائی کورٹ کے 18 اکتوبر 2023 کے فیصلے کو انتہائی قابل اعتراض مکمل طور پر غیر معقول اور آئین کے آرٹیکل 21 کی خلاف ورزی، قرار دیا اور کہا کہ ججوں کو اس معاملے سے نمٹنے کے لیے ہدایت دی جانی چاہیے ایسے معاملات میں ذاتی خیالات کا اظہار کرنے سے گریز کیا جانا چاہیے۔بچ نے کہا کہ بنیادی طور پر ہمارا خیال ہے کہ ججوں سے یہ توقع نہیں کی جاتی کہ وہ اپنے ذاتی خیالات کا اظہار کریں۔سپریم کورٹ نے یہ بھی کہا کہ کلکتہ ہائی کورٹ کی طرف سے کئے گئے تبصرے انتہائی قابل اعتراض اور مکمل طور پر نامناسب، ہیں۔بینچ نے کہا کہ یہ تبصرہ آئین کے آرٹیکل 21 کے تحت نابالغوں کے حقوق کی مکمل خلاف ورزی ہے۔ بینچ نے ہائی کورٹ کے اس فیصلے سے پیدا ہونے والے نوجوانوں کے رازداری کے حق' کے طور پر درج سوموٹو کیس میں مغربی بنگال حکومت اور دیگر کو نوٹس جاری کیا۔ہائی کورٹ کی ایک ڈویژن بینچ نے اپنے فیصلے میں کہا تھا کہ یہ دونو عمروں کے درمیان غیر استحصالی رضامندی سے جنسی تعلق کا معاملہ ہے۔اس معاملے میں متاثرہ کی عمر سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے میں تجویز کیا تھا کہ ہر نوعمر لڑکی کو جنسی خواہشات پر قابو پانا اور اپنے جسم کی سلامتی کے حق کا تحفظ کرنا چاہیے۔ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ جنسی جرائم سے بچوں کے تحفظ کے قانون کے تحت شادی کے مقصد سے اغوا اور دیگر جرائم سے متعلق ایک کیس میں دیا تھا۔عدالت عظمی کے دورکنی بچ نے کہا کہ ہائی کورٹ نے ملزم کو بری کرنے کے اپنے حکم میں کوئی دلیل نہیں دی ہے۔سپریم کورٹ نے مغرابنگال کی وکیل آس تھا شرما سے بھی کہا کہ وہ اس کیس میں اپیل دائر کرنے پر غور کریں کیونکہ ہائی کور کا بری کرنے کا حکم بغیر کسی دلیل کے تھا۔(یواین آئی)

پوکسو کے دولاکھ 43 ہزار کیسز عدالتوں میں زیرالتوا

تمام پالیسیوں، کوششوں اور مالی وعدوں کے باوجود پوکسو مقدمات کی سماعت کے لیے قائم خصوصی فاسٹ ٹریک عدالتوں میں 2لاکھ 43 ہزار 237 معلومات زیرالتوا ہیں۔ایک تحقیقی مقالے کے مطابق جسٹس اویس این این لیس آف دی ایمیسی آف جسٹس ڈیلیوری میکانزم ان کیسز آف-چائلڈ سیکسوئل ایبور "کے مطابق اگر زیرالتوا مقدمات کی اس تعداد میں ایک بھی نیا کیس شامل نہ کیا جائے تو بھی ان تمام کیسز کو نمٹانے میں اوسطا نو سال لگیں گے۔جنسی استحصال کے شکار بچوں کے لیے انصاف کو یقینی بنانے کے لیے مرکزی حکومت نے سنہ 2019 میں ایک تاریخی اقدام کے ذریعہ فاسٹ ٹریک اسپیش عدالتیں قائم کی تھیں۔ ہر سال اس کے لیے کروڑوں کی رقم جاری کی جاتی ہے۔فاسٹ ٹریک-اسٹیشن عدالتوں جیسے خصوصی عدالتوں کے قیام کا بنیادی مقصد جنسی زیادتی کے مقدمات اور خاص طور پر جنسی جرائم سے بچوں کا تحفظ (پوکسو) ایکٹ سے متعلق مقدمات کو تیزی سے نمٹانا تھا۔مرکزی اسکیم کے طور پر اسے سال 2026 تک جاری رکھنے کے لیے 1900 کروڑ روپے کی بجٹی رقم مختص کرنے کی منظوری دی گئی ہے۔خصوصی عدالتوں کے قیام کے بعد خیال کیا جارہا تھا کہ ایسے مقدمات ایک سال میں نمٹ جائیں گے لیکن ان عدالتوں میں دائر ہونے والے کل 268038 مقدمات میں سے صرف 8909 مقدمات میں ہی مجرموں کو سزائیں سنائی جاسکی ہے۔تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ ہر خصوصی عدالت نے ایک سال میں اوسطاً صرف 28 مقدمات نمٹائے۔(یواین آئی)

محکمہ تعلیم کے ذریعہ جاری روٹین کے سبب بہار کی اردو آبادی تذبذب کا شکار

محکمہ حکومت بہار، سکنڈری ایجوکیشن کے ڈائرکٹر دستخط سے پہلے 28 نومبر اور پھر 6 دسمبر 2023 کو پورے بہار کے سرکاری اسکولوں کے لیے روٹین مرتب کر کے جاری کردیے گئے جس میں درجہ 1 سے 5 اور درجہ 11 سے 12 تک کی روٹین میں ہندی، انگریزی، سائنس، سماجیات اور دیگر مضامین کے کلاسز کا تفصیلی تذکرہ ہے لیکن اردو کا کوئی تذکرہ نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ پہلی سے پانچویں اور پھر گیارہویں سے بارہویں درجہ تک اردو کے کلاسز نہیں ہوں گے اور ان سرکاری اسکولوں میں زیرتعلیم اردو آبادی کے بچے اپنی مادری زبان اردو پڑھنے سے اب محروم رہیں گے۔محکمہ تعلیم کے نوٹیفکیشن (روٹین سے متعلق) سے بہار کی اردو آبادی تذبذب کا شکار ہے اور انہیں بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ ایسی صورت میں کون سی تدبیر اختیار کی جائے کہ محکمہ تعلیم میں بیٹھے متعصب ذہنیت کے افسران شاطرانہ چال چل رہے ہیں۔اس طرح کا غلط حکم جاری کررہے ہیں جس سے عظیم اتحاد حکومت اور بالخصوص وزیراعلیٰ نتیش کمار کی سیکولر وصاف شبیہ خراب ہوجائے اور حکومت کو نقصان پہنچے۔

بی ایڈ پاس 20 ہزار اساتذہ کو پٹنہ ہائی کورٹ سے لگا جھٹکا

بہار میں بی ایڈ پاس 20 ہزار سے زائد کانٹریکٹ اساتذہ کو پٹنہ ہائی کورٹ سے بڑا جھٹکا لگا ہے۔ہائی کورٹ نے درجہ ایک سے پانچ کے کانٹریکٹ بی ایڈ پاس ٹیچروں کو نااہل بتایا ہے۔ان کی تقرری چھٹے مرحلے کی تحت کی گئی تھی۔ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے ونود چندرن کی بینچ نے یہ فیصلہ سنایا ہے۔انہوں نے کہا کہ ہم آئین کے دفعہ 141 کے تحت سپریم کورٹ کے فیصلے سے بندھے ہیں۔ریاستی حکومت کو بھی اس پر عمل کرنا ہوگا۔ سپریم کورٹ کے تین ججوں کی بچ نے اپنا فیصلہ سنادیا ہے۔ایسے میں بی ایڈ امیدواروں کو پرائمری اسکول کے ٹیچروں کی شکل میں تقرری کے لئے اہل نہیں مانا جاسکتا(ایجنسی)

140 مدارس جانچ میں پاس، تنخواہ کی ادائیگی کا حکم

2459+1 زمرے کے ملحقہ مدارس میں سے امداد یافتہ 814 مدارس کی جانچ تقریباً 1 سال سے زائد مدت سے جاری ہے جس میں اب گذشتہ کئی ماہ سے تیزی آئی ہے۔609 زمرے کے بیشتر مدارس پٹنہ ہائی کورٹ کے حکم کے مطابق محکمہ تعلیم کی اعلیٰ سطح کی کمیٹیوں کی جانچ میں تنخواہ ادائیگی پاس ہوچکے ہیں اور ان مدارس کے اساتذہ وملازمین کی ائیگی کا حکم بھی محکمہ تعلیم کے ذریعہ دیا جاچکا ہے۔جمعرات کو سکنڈری ایجوکیشن کے اسپیشل ڈائرکٹر سچند رکمار نے 609 اور 205 زمرے کے مدارس کی جانچ رپورٹ کا انکشاف کیا ہے اور متعلقہ اضلاع کے ضلع ایجوکیشن افسر وضلع پروگرام افسر کو خط لکھ کر متعلقہ مدارس کے اساتذہ وملازمین کی تنخواہ ادائیگی کا حکم بھی دے دیا ہے۔

طب وصحت

فضائی آلودگی صحت کے لئے نقصان دہ

سردی کا موسم شروع ہوتے ہی ہوا میں سردی اور خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ فضائی آلودگی کی وجہ سے ہوا میں آکسیجن لیول کم، پالیوشن لیول زیادہ اور زہریلے مادوں کا لیول بڑھ چکا ہوتا ہے۔بات دراصل اتنی ہی نہیں ہے بلکہ موسمیاتی تبدیلی جو کہ ہمارے اردگرد موجود پیڑوں کی کٹائی۔جنگلوں کی صفائی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اس نے زمین کی قدرتی سبزہ زاری کو متاثر کیا ہے اور آپ دیکھتے ہیں کہ موسم برسات شروع ہونے پر بھی بارشوں کے نظام میں تبدیلی نظر آتی ہے۔فضائی آلودگی بڑھتی جارہی ہے اور اس میں مضر صحت اور خطرناک مادوں کے علاوہ جنگلوں میں خارج ہونے والی تابکاری بھی شامل ہوگئی ہے اور دنیا کی آبادی میں بھی تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔اس کے علاوہ ہمارے اردگرد بہت سارے ایسے کام پائے جاتے ہیں جن سے فضائی آلودگی میں دن بدن اضافہ ہورہا ہے۔ٹریفک کی زیادتی سے ہروقت ہوا میں گھلنے والا زہر پھیل رہا ہے اور ہم اسی میں سانس لینے پر مجبور ہیں اور یہ ہمارے جسم میں نت نئی بیماریاں پھیلانے کا سبب بن رہا ہے۔اگر ہم غور کریں تو یہ ایک عالمی مسئلہ ہے جس کے لئے بہتر سے بہتر تدارک ہوتے رہتے ہیں۔لیکن پھر بھی ماحولیاتی آلودگی پر قابو نہیں پایا جاسکا ہے۔مثلاً بے تحاشہ ٹریفک کا شور، پانی کی آلودگی بھی صحت کے لئے بہت خطرات پیدا کرچکی ہے۔پوری دنیا میں فضائی آلودگی اور انسانی صحت کو لے کر ایک تشویش پائی جاتی ہے۔خاص طور پر بچوں کے معاملہ میں کہ وہ مستقبل میں کیسی ہوا میں سانس لیں گے۔کیونکہ اس وقت تو وہ ہمارے سامنے آلودہ ہوا میں سانس لینے پر مجبور ہیں۔جس میں گندگی اور زہریلے مادے موجود ہیں۔اور یہ ہی زہریلے اور نقصان دہ مادہ ان کے پھیپھڑوں اور سانس کی نالیوں میں جاکر بیماریاں پیدا کررہے ہیں سانس کی نالیوں میں تنگی اور ورم پیدا کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔جبکہ ایک بالغ انسان بھی اس آلودہ ہوا میں رہنے سے چھاتی میں جکڑن اور سانس لینے میں تکلیف محسوس کرتا ہے۔وہ تو قدرت نے نظام تنفس ہی ایسا بنایا ہے کہ پھیپھڑوں میں داخل ہونے والے مضر صحت مادے کھانسی اور بلغم کے ذریعہ خارج ہوجاتے ہیں اور جن مادوں کا اخراج نہیں ہوتا وہ لازماً بیماری پیدا کردیتے ہیں۔اگر ہم نقصان دہ مادوں سے بچاؤ کرلیں تو پھیپھڑے اپنے اندر کے نقصان کو کچھ وقت میں خود ہی ٹھیک کرلیتے ہیں۔(جو کہ ایک قدرتی نظام ہے) سانس لینے کے اعتبار سے ملک کی بیشتر ریاستوں کی ہوا میں بہت خرابی آچکی ہے جو کہ صبح اور شام کے وقت بہت نقصان دہ ہے۔اور جس کے لئے ایک سمجھدار باشعور طبقہ سوچتا ہے کہ صبح اور شام کے وقت ہوا میں پولوشن کافی ہوتا ہے تو اس وقت گھر سے باہر نہ نکلا جائے اور جب تک یہ حالات ہیں کچھ دن گھر میں ہی رہنا بہتر ہے اور اگر باہر جانا بھی ہے تو ماسک لگانا ہے۔ایسے حالات میں ہمیں واقعی بہت سمجھداری سے اپنی صحت کی حفاظت کرنی ہے۔آپ نے آج کل دیکھا ہوگا کہ گندی ہوا میں سانس لینے سے زیادہ تر لوگ کھانسی کے شکار ہورہے ہیں۔سینہ میں ایک آواز محسوس کررہے ہیں، چھینکیں خوب آرہی ہیں، سانس لینے میں تنگی کی شکایت کررہے ہیں، آنکھوں میں جلن اور آنکھوں سے پانی بہنا سر درد اور جسمانی نقصان تو ایک عام سی شکایت بن کررہ گئی ہے کیونکہ سردی کا موسم شروع ہوتے ہی فضائی آلودگی کا مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے۔جس کی وجہ سے امراض قلب، پھیپھڑوں کی بیماریاں، معدہ آنتوں، جگر کی بیماری، گردوں کی بیماری، دمہ اور جلدی امراض پیدا ہونے لگتے ہیں۔ان شکایات سے بچنے کے لئے کچھ لوگ سبز چائے (گرین ٹی) کا استعمال کرتے ہیں جس سے پھیپھڑوں میں موجود سانس کی نالیوں میں تنگی اور سوجن سے راحت ملتی ہے۔ پتے والی سبزیوں اور ہلدی دودھ وغیرہ کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر ایسے افراد کو بھی دیکھا گیا کہ جو نہ صرف پینے میں گرم پانی کا استعمال کرتے ہیں بلکہ اس کا بھپارہ بھی لیتے ہیں جس سے سینہ میں گرمی کا احساس گلے کی خراش میں سکون اور پھیپھڑوں سے بلغم باہر کرنے میں آسانی محسوس ہوتی ہے۔

اگر دیکھا جائے تو پالیوشن صرف ہوا میں آکسیجن کم ہونے یا آلودگی کا نام نہیں ہے بلکہ کارخانوں کی گندگی پانی میں جانے سے پانی کی آلودگی اور شہروں میں سیور کے پانی کی آمیزش پینے کے صاف پانی میں ہونے سے جگر معدہ و آنتوں کے امراض کا پھیلنا۔فضاء میں ٹریفک کی تیز آوازوں سے صوتی آلودگی ذہنی پریشانی اور دماغی امراض کا پیش خیمہ بنتی جارہی ہیں۔جس کی وجہ سے ذہنی دباؤ، ذہنی کام کاج کا درست طریقہ سے نہ کرپانا۔نیند کا صحیح طریقہ سے نہ لے پانا اور کسی حد تک بلڈ پریشر میں گڑبڑ شامل ہے۔

عمر رسیدہ، بیمار افراد اور بچوں کی صحت دیکھ کر اخلاقی طور سے بہت افسوس ہوتا ہے کہ صحت کے دوسرے مسائل ان بچوں کو درپیش ہیں صحیح اور متوازن غذا کی فراہمی بھی ان کے لئے ایک مسئلہ ہے۔اب ان کے سامنے پینے کے لئے صاف ستھرا پانی اور سانس لینے کے لئے صاف ہوا کی فراہمی بھی آنے والے وقت میں ایک مسئلہ بن سکتی ہے۔(ڈاکٹر اخلاق احمد، بی آئی ایم ایس (دہلی))

Volume:63/73,Issue:48 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

ہم بھی دریا ہیں ہمیں اپنا ہنر معلوم ہے
جس طرف بھی چل پڑیں گے راستہ ہوجائے گا
(بشیر بدر)

حضرات قضاۃ معاشرے کے لیے مثالی نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں: حضرت امیر شریعت مدظلہ

شہر پورنیہ میں امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مرکزی وذیلی قضاۃ کی خصوصی نشست

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مرکزی وذیلی قضاۃ کی خصوصی نشست سے خطاب کرتے ہوئے مفکر ملت امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے فرمایا کہ حضرات قضاۃ کرام پورے اسلامی معاشرے کے لئے مثالی نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کے بارے میں سماج میں کوئی یہ تصور نہیں کرسکتا کہ ان کی ذات سے کوئی خلاف شرع عمل کا صدور ہو، کیونکہ ان کا مقام ومرتبہ بہتوں سے بلند تر ہے یاد رکھیئے کہ آپ کی حیثیت سماج کے دوسرے افراد جیسی نہیں ہے، ہر شخص آپ کو صادق اور امین سمجھتے ہیں، آپ کا مرتبہ اس درجہ بلند ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جس منصب قضاء کو سنبھالتے تھے آپ ان کی جگہ پر کار قضاء کو انجام دے رہے ہیں، اس حیثیت سے بھی آپ کا مقام اور مرتبہ اعلیٰ وارفع ہے۔ اس تصور کے ساتھ آپ اپنی عظمت کو پہچانئے اور اپنی انفرادی واجتماعی زندگی میں اخلاق وکردار کے اعتبار سے بلند تر ہو کر زندگی گزاریئے۔ حضرات قضاۃ کی یہ نشست مورخہ 11 دسمبر روز سموار کو مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کے زیر اہتمام اور دارالقضاء امارت شرعیہ پورنیہ کے زیر انتظام کوہ نور میرج ہال، لائن بازار پورنیہ میں منعقد ہوئی جس میں بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے قضاۃ نے بڑی تعداد میں شرکت کی، اس نشست کی صدارت حضرت امیر شریعت نے فرمائی اور قضاۃ حضرات کے مسائل ومعاملات کو سنجیدگی سے سنا، اور قابل حل تدابیر پیش کئے۔ نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے فرمایا کہ امارت شرعیہ کا نظام قضاء مزید مضبوط اور مستحکم ہورہا ہے، جس میں حضرات قضاۃ کا جہد مسلسل اور سعی پیہم کا عنصر غالب ہے۔ اس موقع پر قاضی شریعت مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی نے مرکزی وذیلی دارالقضاء کی یک سالہ کارکردگی رپورٹ پیش کی۔ اس موقع پر انہوں نے دارالقضاء کی اہمیت وافادیت پر بھی روشنی ڈالی اور امور قضاء کو انجام دینے والے حضرات قضاۃ کو پیش آنے والے مشکلات کے حل کی تدبیر بھی بتلائی، انہوں نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ سال گذشتہ سات ہزار سات سو تینتالیس معاملات دائر ہوئے، جن میں 40 فیصد معاملات ایک دن میں حل کئے گئے، 22 فیصد معاملات تین مہینہ میں حل ہوئے، پندرہ فیصد معاملات چھ ماہ میں حل ہوئے، کل اسی فیصد معاملات ایک سال میں حل ہوئے اور ۲۰ ر فیصد زیر کارروائی ہیں، انہوں نے بتایا کہ سال گذشتہ سات نئے مقامات پر دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا، اور چار مقامات پر جلد دارالقضاء قائم کیا جائے گا، اس کی کارروائی چل رہی ہے، تاریخ اور مقام کا تعین بھی ہوگیا ہے۔ قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے دارالقضاء کے نظام کو بہتر بنانے کے سلسلہ میں اپنی رائے پیش کی، مولانا محمد سہیل اختر قاسمی صاحب نے سابقہ کارروائی کو پڑھ کر سنایا جس کی شرکاء اجلاس نے توثیق کی، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب اور مولانا مفتی محمد سہیل اختر صاحب قاسمی نائبین قضاۃ مرکزی دارالقضاء نے دارالقضاء کے ذریعہ ہونے والے معاملات کی نوعیت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ نظامت کے فرائض مفتی وصی احمد قاسمی نے انجام دی۔ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی اور مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب نے زیر بحث ایجنڈوں پر کئی تجاویز پیش کئے، جناب مولانا مفتی محمد انور قاسمی صاحب قاضی شریعت رانچی نے کار قضاء کے طریقہ کار پر اپنی مفید رائے پیش کی، ان کے علاوہ مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگلپوری، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی دربھنگوی، قاضی سعود عالم قاسمی، قاضی ضمیر الدین قاسمی، قاضی صبغۃ اللہ قاسمی، قاضی ارشد قاسمی کشن گنج، قاضی محمد ارشد علی رحمانی مہدولی دربھنگہ، قاضی محمد ارشد قاسمی گوگری، مولانا شمیم اکرم رحمانی، مولانا اعجاز قاسمی، مولانا شمس الحق قاسمی، جناب عرفان الحق صاحب انچارج بیت المال امارت شرعیہ، مولانا محمد وسیم غازی، مولانا محمد شاہد قاسمی نے نظام قضاء کو وسیع تر کرنے اور مسائل ومعاملات کو حل کرنے کے لئے مختلف تدابیر بیان کیے۔ اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں خصوصا مولانا ارشد قاسمی قاضی شریعت مادھو پاڑہ پورنیہ، مولانا محمد سرور عالم قاسمی قاضی شریعت باراعیدگاہ پورنیہ، مولانا محمد فضل نورانی قاسمی، قاضی شریعت امور، پورنیہ، مولانا محمد سیف اللہ قاسمی قاضی شریعت بھوانی پور، پورنیہ، انجینئر اشتیاق صاحب نے دل وجان سے محنت کیا اور ان کے رفقاء نے پوری مستعدی کے ساتھ ان کا ساتھ دیا، عموماً ضلع پورنیہ کے علاوہ سیمانچل کے دیگر قضاۃ نے اہم کردار ادا کیا۔ اس نشست کا آغاز جناب مولانا شمس الحق قاسمی صاحب قاضی شریعت بتیا، مغربی چمپارن کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی صاحب نے بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا اور مرحومین کے لئے تجویز تعزیت کی تحریر پیش کی۔ نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب مدظلہ نے دعاء مغفرت کرائی، اس نشست میں کئی اہم تجاویز پاس ہوئیں، آخر میں نشست حضرت امیر شریعت کی دعا اور کلمات تشکر کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

وراثت کے نظام شرعی پر عمل پیرا ہونا وقت کی اہم ضرورت: حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم

مولانا خورشید الضحیٰ قاسمی دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ تعلیم الاسلام بکھڈا، بیگو سرائے کے قاضی شریعت مقرر

اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام اور دستور قرآن وحدیث کی تعلیمات سے آراستہ وپیراستہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں مرد کو ترکہ میں وارث قرار دیا، وہیں عورتوں کو بھی ان کو حقوق دیا اور وارث بنایا۔ بلکہ وراثت کا مسئلہ قرآن نے صاف اور واضح طور پر بیان کیا ہے، ان باتوں کا اظہار حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے قیام دارالقضاء کے عظیم الشان اجلاس سے مدرسہ تعلیم الاسلام بکھڈا، ضلع بیگو سرائے میں مورخہ ۱۲ر دسمبر ۲۰۲۳ء روز منگل کو اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا۔ آپ نے مجمع سے پر مغز خطاب میں فرمایا کہ ۱۶ر مواقع پر عورتوں کو مرد کے مقابلہ میں زیادہ ترکہ ملتا ہے، ۱۰ر مواقع پر مرد عورت دونوں برابر کے حقدار ہیں اور ۴ر مواقع پر مرد کو زیادہ وراثت ملتی ہے، آپ نے کہا کہ آج سماج میں دل کی بیماری کی وجہ سے بہنوں اور بیٹیوں کو ترکہ سے محروم کردیتے ہیں، یاد رکھیئے مغل سلطنت کے بادشاہ شاہجہاں نے لال قلعہ بنادیا لیکن وہ قبر میں نہیں لے جاسکے آپ کے پاس جو دولت وجائیداد ہے، سب اللہ کی ملکیت میں ہے آپ ان چیزوں سے عارضی فائدہ حاصل کرسکتے ہیں، چند دنوں کی زندگی ہے، اپنے معاملات صاف رکھیں اسی کے ساتھ آپ نے مدرسہ تعلیم الاسلام بکھڈا ضلع بیگو سرائے میں دارالقضاء کے قیام پر مدرسہ کے مہتمم مولانا مفتی رضی احمد مظاہری کو مبارک بادی پیش کیا۔ جناب مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ دارالقضاء اللہ کی طرف سے بہترین تحفہ ہے، صرف یہ کہنا کہ یہ طلاق سینٹر ہے غلط ہے، آپ نے اسلامی قوانین پر چلنے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے کہا، آیت وراثت نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے فتنہ کے دروازے کو بند کردیا ہے، اور بھائی بہن سب کا حصہ مقرر کردیا، ورنہ ہوسکتا تھا کہ بہن برابری اور مساوات کا دعویٰ کرلیتی۔ جناب مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء نے اپنے بلیغ خطاب میں فرمایا کہ دارالقضاء قرآن کی عملی تفسیر ہے، آپ نے طلاق، خلع، فسخ کو مرتب انداز میں بیان کیا، اور کہا کہ شریعت اسلامی نے جہاں مرد کو طلاق کا اختیار دیا ہے، عورت کو مفلوج نہیں رکھا، بلکہ عورت کو اختیار دیا کہ اگر اس کی زندگی اجیرن بن جائے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق سے محروم ہو تو وہ اپنا دعویٰ ومطالبہ قاضی شریعت کے پاس جاکر رکھے، نکاح ختم کرانے کا مطالبہ کرے، آپ نے مزید کہا کہ امارت شرعیہ کی ایک سو سالہ تاریخ میں سوا لاکھ معاملات حل ہوئے، اور فریقین نے دارالقضاء کے تصفیہ پر سر تسلیم خم کیا۔ مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء نے کہا کہ نکاح کرکے پاکیزہ زندگی گذارنا بھی عبادت ہے، آپ نے کہا کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے، زوجین ایک دوسرے کے لئے لباس ہیں، آپ نے زوجین کے حقوق کو بیان کیا اور کہا کہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ نماز، روزہ حج وزکوۃ کے علاوہ نکاح، طلاق اور خلع وغیرہ یعنی تفہیم شریعت کو عنوان بنا کر عوام میں بیداری لائیں۔ مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی معاون قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء نے کہا کہ امارت شرعیہ کی سو سالہ تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا اکابرین امارت شرعیہ نے ہر موڑ پر ملت کی رہنمائی کی اور نفاذ شریعت کا کام انجام دیا۔ آپ نے بانی امارت شرعیہ کے علاوہ امراء شریعت کی خدمات ومحاسن کا تذکرہ کیا۔ اور نظامت کے فرائض انجام دیے۔ ماسٹر محمد انوار رحمانی رکن شوریٰ وعاملہ امارت شرعیہ ورکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے کہا کہ آج ہم تعلیم سے کوسوں دور ہیں، جبکہ ہندوستان میں بارہ سو سال تک علم پر قبضہ مسلمانوں کا تھا، آج ہم تعلیم سے دور ہیں، جس کی وجہ سے منزل تک ہماری پہونچ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ مفتی محمد امان للہ قاسمی قاضی شریعت دھرم پور سمستی پور، مفتی محمد اخلاق قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ شکر پور، بھروارہ ضلع دربھنگہ نے بھی خطاب کیا، مولانا منظر قاسمی فاضل جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر نے مسحور کن آواز میں حفاظ کرام کی دستار بندی کی مناسبت سے ایک نظم پیش کی۔ مولانا محمد امتیاز عالم قاضی شریعت دلکولہ اتر دیناجپور مولانا عظمت علی کے علاوہ علماء ائمہ، دانشوران اور ہزاروں سامعین شریک اجلاس رہے، مقام مسرت ہے کہ اس موقع پر مدرسہ تعلیم الاسلام بکھڈا ضلع بیگو سرائے سے فارغ ہونے والے ۷ر حفاظ کرام کے سروں پر حضرت امیر شریعت ودیگر اکابر علماء نے دستار فضیلت باندھی، اس اجلاس کو کامیاب وبامراد بنانے میں مولانا مفتی رضی احمد مظاہری مہتمم مدرسہ ہذا اور مولانا جمیل احمد مبلغ امارت شرعیہ نے اہم کردار ادا کیا۔

○ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ رابطہ اور واٹس اپ نمبر 9576507798
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (محمد اسعداللہ قاسمی منیجر نقیب)
WEEK ENDING-18/12/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب　قیمت فی شمارہ -/8 روپے　ششماہی -/250 روپے　سالانہ -/400 روپے
Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421